تصوف کی تعلیمات کے حوالہ سے پائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ اور
اپنے رب سے لو لگانے کی آسان ترین ترکیبات پر مشتمل ایک خوبصورت تحریر

پیری مریدی

کے رہنما اُصول

پروفیسر صاحبزادہ
سید ریاض حسین شاہ

آستانہ عالیہ باگڑیانوالہ ضلع گجرات (پاکستان)

ناشر
اُجالا انٹرنیشنل باگڑیانوالہ براستہ منگووال غربی ضلع گجرات پاکستان

تصوف کی تعلیمات کے حوالہ سے پائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ اور اپنے رب سے لو لگانے کی آسان ترین ترکیبات پر مشتمل ایک خوبصورت تحریر

پیری مریدی کے رہنما اصول

مؤلف

پروفیسر صاحبزادہ سید ریاض حسین شاہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ باگڑیانوالہ ضلع گجرات (پاکستان)

ناشر: اجالا انٹرنیشنل باگڑیانوالہ براستہ منگووال غربی ضلع گجرات (پاکستان)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	پیری مریدی کے رہنما اصول
مرتب	پروفیسر صاحبزادہ سید ریاض حسین شاہ
اشاعت باراول	2022ء
ضخامت	128 صفحات
ناشر	اجالا انٹرنیشنل باگڑیانوالہ ضلع گجرات

ایڈووکیٹ عدنان حسین اور ایڈووکیٹ حارث علی
بلیک برن (یوکے) کی طرف سے برائے ایصال ثواب
تمام امت مسلمہ بالخصوص دونوں خاندانوں کے تمام مرحومین

برائے ایصال ثواب عثمان رضا مقبول اور روہینہ ارشاد مقبول
53343 Auf den zehn morgen 48:Address
wachtberg Bonn Germany
جو اوائل عمر میں والدین کو داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ملنے کے پتے

الجامعۃ الاسلامیہ اسرار العلوم باگڑیانوالہ براستہ منگووال غربی ضلع گجرات
0092-345-5583079, 92-315-5583076
27-29 Chapel Street Brierfield, Lancashire UK
0044-7713736140
مکتبہ اہل السنہ پبلی کیشنز گلی شاندار بیکرز منگلا روڈ دینہ، جہلم

0544-630177,0321-7641096,0333-5833360

انتساب جمیل

والد گرامی پیر طریقت الحاج

سید محمد افضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ باگڑیانوالہ (گجرات)

کے نام

جن کی تربیت نے مجھے ان راہوں پر ڈالا جن پر چلتے ہوئے

آج اس خدمت دین کے قابل ہوا

سید ریاض حسین شاہ

حسن ترتیب

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	تقریظ	7
2	تقدیم	12
3	مؤلف کا تعارف	15
4	پہلا سبق۔۔۔اللہ کی جماعت کے فرد بنو	19
5	دوسرا سبق۔۔۔انسانی زندگی کے مختلف ادوار	21
6	تیسرا سبق۔۔۔حقیقی کامیابی	28
7	چوتھا سبق۔۔۔حقیقی کامیابی کا حصول کیونکر	30
8	پانچواں سبق۔۔۔مرشد کی اصل ضرورت	32
9	چھٹا سبق۔۔۔کشف وکرامات کا حصول اصل مقصود نہیں ہے	34
10	ساتواں سبق۔۔۔کسی مرشد سے بیعت کی حقیقت اور ثبوت	36
11	آٹھواں سبق۔۔۔کیا ہر شخص پر بیعت ہونا فرض یا ضروری ہے؟	38
12	نواں سبق۔۔۔پیر کے ساتھ تعلق کی دو صورتیں	40
13	دسواں سبق۔۔۔پیر کے اوصاف	42
14	گیارہواں سبق۔۔۔پیر کو نبی کا درجہ نہیں دیا جاسکتا	44
15	بارہواں سبق۔۔۔ ولی اللہ اور عامل میں فرق	49
16	تیرہواں سبق۔۔۔کیا شریعت صرف عام لوگوں کے لئے ہے؟	53
17	چودھواں سبق۔۔۔صوفیاء کے وہ معمولات جنکا رواج پہلے نہ تھا	55

18	پندرہواں سبق۔۔۔پیر دلوں کی پاکیزگی کا سامان کیسے فراہم کرتے ہیں	58
19	سولہواں سبق۔۔۔قرب خداوندی کی تمنا رکھنے والوں کے لئے خصوصی ہدایات	62
20	سترہواں سبق۔۔۔گمراہی کی دو بنیادی وجوہات	65
21	اٹھارہواں سبق۔۔۔شیطان کی چالیں	68
22	انیسواں سبق۔۔۔شیطان کا ہتھیار	75
23	بیسواں سبق۔۔۔عورت کا فتنہ	78
24	اکیسواں سبق۔۔نفسانی خواہشات پر کنٹرول کے لئے تجاویز	84
25	بائیسواں سبق۔۔۔دل اور دماغ کو ذاکر بنانے کی کوشش سے پہلے احتیاطیں	88
26	تئیسواں سبق۔۔۔پہلی ترکیب۔۔باادب بن جائیں	93
27	چوبیسواں سبق۔۔۔دوسری ترکیب۔۔اللہ والوں کی صحبت اور ذکر کی مجالس میں شرکت	95
28	پچیسواں سبق۔۔۔۔تیسری ترکیب۔۔ہر کام سے پہلے اللہ کی رضا کی نیت کرنے کی عادت بنالیجیئے	97
29	چھبیسواں سبق۔۔۔چوتھی ترکیب۔۔روزمرہ زندگی میں سنت کی اتباع اور مسنون دعائیں پڑھنا	103
30	ستائیسواں سبق۔۔پانچویں ترکیب۔۔اپنی نماز درست کرلیجیے	105
31	اٹھائیسواں سبق۔۔۔چھٹی ترکیب۔۔اذکار و مراقبات	108

32	انتیسواں سبق ۔۔ساتویں ترکیب ۔۔اللہ تعالیٰ کے احسانات کا مراقبہ	112
33	تیسواں سبق ۔۔۔آٹھویں ترکیب ۔۔ایاک نستعین کے تقاضے پر عمل	115
34	اکتیسواں سبق ۔۔۔جادو،تعویذات اور جنات سے حفاظت کے لئے تدابیر	118
35	بتیسواں سبق ۔۔۔مشکلات کے حل اور گھروں میں پیار و محبت کے لئے	121
36	تینتیسواں سبق ۔۔۔عام ضرورت کے چند اور عملیات	126

تقریظ

ازقلم: آنریری کیپٹن حافظ محمد ممتاز اعوان ,خطیب اعلیٰ پاک آرمی

زیرنظر کتاب پیری مریدی اوراس کے رہنما اصول، ایک عظیم صوفی، محقق ومستند عالم دین اور علوم قدیمہ وجدیدہ کے ماہر حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ مدظلہ العالی کے کئی سالوں کے مشاہدات وتجربات کا ثمر ہے۔ فاضل موصوف بنیادی طور پر مدرس ہیں۔آپ کی زندگی درس وتدریس اور تبلیغ دین میں صرف ہورہی ہے۔انہیں ایک طرف جدید وعصری علوم کا گہرا شعور ہے تو دوسری طرف ایک عظیم علمی و دینی پس منظر رکھنے والے خانوادے کے چشم وچراغ ہیں۔آپ اپنے مافی الضمیر کے بیان میں مہارت تامہ اور مکمل دسترس رکھتے ہیں۔اس کا واضح ثبوت آپ کی تصانیف میں نظر آتا ہے اوراس کا عملی نمونہ آپ کے یومیہ، ہفتہ وار اور ماہوار دروس اور خطابات میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔آپ کا طرز تحریر سادہ عام فہم اوردلکش ہے۔عام پڑھا لکھا اور سادہ لوح مسلمان اور خاص کر نئی نسل کی ذہنی سطح کے عین مطابق ہے۔

اس کتاب میں پیری مریدی کی حیثیت وحقانیت کے شرعی تقاضے،اس کے آداب وشرائط کو جس درد اور خلوص سے اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے، وہ کم اہلِ قلم کو نصیب ہوتی ہے۔ یہ کتاب قبلہ پیر صاحب کی محنت شاقہ، تحقیقی مہارت، دینی حمیت اور جن عظیم الشان ہستیوں کے زیر سایہ پرورش وتربیت پائی ہے،ان کے فیوض و برکات کی زندہ وجاوید مثال ہے۔

قبلہ پیر صاحب نے پیری مریدی کے اہم اور نازک موضوع کو دلائل عقلیہ ونقلیہ کی روشنی میں بڑی عمدگی اور خوش اسلوبی سے تحریر کیا ہے۔عوام کے دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کے خاتمے اور اولیائے کرام کی محبت ، ادب اور

اتباع شریعت کا جذبہ پیدا کرنے والی عمدہ اور جامع معلومات پر مشتمل معنی خیز وپند ونصائح کا حسین گلدستہ ہے۔

مؤلف موصوف نے اسباق کی صورت میں سالکان طریقت اور متلاشیان حق کے لئے مختلف کتابوں میں بکھرے موتی یکجا کر کے رہنمائی ورہبری کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔

زیر نظر کتاب میں آیات واحادیث نبویہ کے مکمل حوالہ جات کو ذکر کر دیا گیا ہے تاکہ اگر کوئی اصل ماخذ دیکھنا چاہے تو اسے ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔

کتاب کی زبان انتہائی شستہ اور عام فہم ہے ۔قارئین دوران مطالعہ اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوں گے ۔ مجھے پورا پورا یقین ہے کہ اس معلومات افزا کتاب کے مطالعہ سے نیک بندوں کے ہم نشین ہونے کا شوق بڑھے گا ، پیری مریدی سے متعلق شکوک وشبہات رفع ہوں گے۔ نہ صرف کتاب ہذا تقویت ایمان کا باعث بنے گی بلکہ شوقِ ارادت اور حسنِ عقیدت میں بھی اضافے کا باعث ہوگی۔

کتاب کے مضامین اور اسباق پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو پہلے پانچ اسباق میں انبیائے کرام علیھم السلام کی بعثتِ مبارکہ کے مقاصد جلیلہ اور تذکرہ کے بعد بتایا کہ ایک حزب اللہ ہے اور ایک حزب الشیطان ہے۔ شیطانی حملوں سے بچنا ہے تو حزب اللہ کے ساتھ جُڑ جاؤ تم خود بھی شیطانی حملوں ووسوسوں اور اس کے پھیلائے ہوئے جالوں سے محفوظ رہو گے اور تمہارا سب سے قیمتی اثاثہ متاع ایمان بھی سلامت رہے گا۔

یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ جب اولیائے کرام ، سچے اور سُچے پیرانِ عظام کی صحبت وسنگت میسر نہ آئے تو اس وقت کتاب کا مطالعہ ہی من کی دنیا میں امید ویقین کے چراغ روشن کرتا ہے اور صحبتِ صالحین کی طلب بڑھا دیتا ہے۔ دورانِ

مطالعہ صاحبِ کتاب کی روحانی توجہ میسر رہتی ہے۔اسی روحانی توجہ والی بوندہ باندی میں بارانِ رحمت کا ایک چھینٹا بھی اگر صدف میں آجائے تو اسے گوہر نایاب اور آبدار بنا دیتا ہے۔ بلاشبہ نیک لوگوں کی صحبت صدف کا کام کرتی ہے۔آگے چل کر فاضل موصوف نے انسانی زندگی کے مختلف مدارج اور ادوار احادیث نبویہ کی روشنی میں بیان کر کے زندگی میں کامیابی کے حصول کے طریقے ذکر کرنے کے بعد دعوتِ فکر دی ہے کہ ہم دن رات اپنی موت کے قریب جا رہے ہیں ہمارے سامنے دو منزلیں ہیں ایک جنت ہے اور ایک دوزخ ہے ان میں سے ہم نے کس کا انتخاب کرنا ہے۔ایک طرف ابدی نعمتیں، باغات ہیں اور دوسری طرف آگ ہی آگ ہے۔ادنیٰ دوزخی کی حالتِ زار یہ ہوگی کہ اس کے جوتے آگ کے ہوں گے،جن کی گرمی کی وجہ سے اس کا دماغ ابل ابل کر باہر گر رہا ہوگا۔

بیعت کی حقیقت اور اس کے جواز، پیر کے اوصاف و شرائط، پیر کے ساتھ تعلق کی صورتیں، پیر کے فرائض منصبی بیان کرنے کے بعد قربِ خداوندی کی تمنا رکھنے والوں کے لئے خصوصی ہدایات درج کی ہیں۔

قبلہ پیر صاحب نے اصلاح نفس اور تہذیب نفس کی آسان تراکیب، نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرنے کے لئے تجاویز، عام فہم اور سادہ لفظوں میں بیان کی ہیں ۔ دل و دماغ کو ذاکر بنانے اور اس راہ میں پیش آمدہ مشکلات سے بچاؤ کی احتیاطیں بھی درج کی ہیں۔کتاب کے آخر میں مسنون دعاوں اور وظائف کے ذریعے عوام الناس کا تعلق براہِ راست اللہ اور اس کے رسول سے جوڑنے کی سعی بلیغ کی گئی ہے۔ کچھ معمولات و مراقبات اور خاندانی بزرگان و اکابرین کے اوراد و وظائف اور چند تعویذات ہیں جو جنات ، جادو، شیطانی حملوں اور اثرات سے حفاظت کیلئے ہیں۔

محترم ومحتشم پیر صاحب نے اپنے والد گرامی کے معمولات ومجربات میں سے چند ایک، مثلاً بخار، نظرِ بد سے حفاظت وغیرہ سے دم ہر خاص وعام کیلئے اذنِ عام دے کر خاندانی فیاضی وسخاوت کا مظاہرہ کیا، اگر ان دعاؤں اور یومیہ وظائف ومعمولات اور مراقبات کو دیانتداری اور پابندی سے سمجھ کر پڑھا جائے تو اس کا اثر ساری زندگی رہے گا۔ علاوہ بریں زوجین میں باہمی محبت ومودت کے نسخے، مشکلات کے ازالے اور گھروں میں خیر وبرکت، اولاد کی نافرمانی سے بچاؤ، بہن بھائیوں اور قریبی رشتہ داروں میں باہمی الفت ومحبت کی بقا کے نسخے درج ہیں۔

عصرِ حاضر میں امت کا درد رکھنے والے بڑی شدت سے محسوس کر رہے تھے کہ اس مادی دور میں بے شمار اخلاق سوز بیماریاں جنم لے رہی ہیں، نت نئے طوفانِ بدتمیزی کھڑے ہو رہے ہیں، رشتے ناطے اپنی اہمیت کھوتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں، اہل وعیال میں رہتے ہوئے لوگ تنہائی کا شکار ہو رہے ہیں، ہر کوئی سوشل میڈیا کے نشے میں بدمست ہے، زوجین ایک دوسرے کو وقت نہ دینے پر شکوہ کناں ہیں، والدین اپنی اولاد کے سوشل میڈیا کی دلدل میں روز بروز دھنسنے پر پریشان حال ہیں، اسلامی روایات اور اخلاقی قدریں دم توڑ رہی ہیں، ایسے میں انسانیت کو مایوسی سے نکالنا، توبہ کی امید دلانا، شیطانی حملوں اور اس کے چیلوں وہتھیاروں سے بچاؤ کی تدابیر بتانا، رجوع الی اللہ کا سبق یاد کروانا، اپنے مخلصانہ اور بے ریا عمل سے انسانوں کو انسانِ کامل بننے کی طرف راغب کرنا یقیناً یہ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کا کام ہے اور یہ کام قبلہ پیر صاحب نے اپنی کتاب ''پیری مریدی اور اس کے رہنما اصول'' میں خوب نبھایا ہے۔

مؤلف موصوف نے صوفی کی طریقت کو شریعت سے مختص کر دیا ہے۔ جو لوگ سلسلہ روحانیت اور حلقہ ارادت میں منسلک ہیں یا جو لوگ روحانی دنیا سے بالکل

نا آشنا ہیں، یہ کتاب ہر دور اور ہر ایک کیلئے راہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔ مجھے امید واثق ہے یہ کتاب روحانی فیض نوازنے کا وسیلہ اور ذریعہ ثابت ہوگی، نیز طریقت وتصوف پر جدید ذہنوں میں اٹھنے والے شکوک وشبہات کا احسن طریقے سے ازالہ پیش کیا جنہیں پڑھ کر تشکیک زدہ افراد کے قلوب واذہان کی تسلی وتشفی ہوجاتی ہے، اس کتاب میں پیرانِ عظام اور مریدین کے لئے وہ سب کچھ ہے جس کی انہیں ضرورت ہے، آپ نے سالکانِ طریقت کے لئے کافی مواد پیش کیا ہے اس کتاب سے عام قارئین اور بلند پایہ محققین یکساں طور پر استفادہ کرسکتے ہیں۔اس علمی اور سراپا روحانی کتاب کی پیش کش پر فاضل موصوف اور ادارہ اجالا انٹرنیشل بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔قبلہ پیر صاحب نے ذاتی توجہ،محنت اور دردمندی سے کتاب لکھ پیروں اور مریدوں اور عوام وخواص کو عظیم اور پرنور تحفہ دیا ہے۔

والسلام

دعاؤں کا طلب گار

آنریری کیپٹن حافظ محمد ممتاز اعوان

خطیب اعلیٰ پاک آرمی

تقدیم

خانقاہی نظام نے اسلام کی گراں بہا خدمت کی ہے۔ لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں اس نظام کی برکات کی وجہ سے داخل ہوئے ،اور ایسے مسلمان ثابت ہوئے جو اپنے ظاہر و باطن میں خدا خوفی رکھنے والے اور صرف اپنے رب کی رضا کے لئے مخلوق خدا کی خدمت کرنے والے تھے۔

آہستہ آہستہ بزرگوں کی جگہ ان لوگوں نے لے لی جن کے پاس اس نظام کے اصول وضوابط کا علم نہ تھا۔قرآن وسنت کی تعلیمات سے بے بہرہ لوگ۔ جن کے پاس کوئی معیار نہ تھا جس پر پرکھ کر وہ صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتے۔ نتیجہ یہ نکلا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے دور ہوتے گئے ،نئی نئی رسمیں دین کے نام پر اس نظام میں داخل ہونے لگیں اور آج پڑھے لکھے طبقہ کی نظر میں صوفی اور صوفی تعلیم ایک ایسی شے کے طور پر متعارف ہونے لگی ہے، جسے جہالتوں کا ایک مجموعہ قرار دیا جا رہا ہے۔

کوئی بھی دَور اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں سے خالی نہیں رہا، آج بھی ایسے آستانے موجود ہیں جن کے پاس تربیت کا ایک ایسا نظام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے انحراف کا سبق نہیں دیتا، بلکہ سنت ہی کا آئینہ دار ہے۔

آج کے دور میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہم خانقاہی نظام کے صحیح خدوخال سے آگہی حاصل کرنے کی کوشش کریں، صوفیاؒ کی تعلیمات کا اصل چہرہ دیکھ سکیں، وہ تعلیمات جن کا موضوع دل کی طہارت و پاکیزگی ہے، دل کو ایسے جذبات سے معمور کرنا ہے جن سے برائی سے نفرت اور نیکی کی شدید رغبت حاصل ہو اور بندہ

صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن جائے۔

زیر نظر کتاب اسی مقصد کے لئے ترتیب دی گئی ہے۔اس کا مطالعہ ان شاءاللہ العزیز بہت ساری غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث بنے گا اور رب سے لو لگانے کے لئے بڑی آسان ترکیبات کا عظیم خزانہ ثابت ہوگا۔

بنیادی طور پر یہ کتاب عام پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ترتیب دی گئی ہے۔اس میں صوفی لوگوں کی مشکل اور پیچیدہ اصطلاحات سے بحث نہیں کی گئی۔دو باتیں ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے؛

ا۔صوفیاء کی تعلیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے اخذ شدہ تربیت کا نظام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے جدا کسی شے کا نام نہیں۔

۲۔ معمول کی زندگی گزارتے گزارتے اپنے رب کی دائمی یاد سے دلوں کو آباد کیا جاسکتا ہے۔

امید کرتا ہوں کہ صرف عوام ہی نہیں بلکہ علماء بھی اس سے کافی فائدہ حاصل کر پائیں گے۔

اس کتاب میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ ان بزرگان دین کے روحانی فیوض وبرکات کی بدولت اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہے اور ہر کوتاہی میری کم مائیگی کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ اٰمین

نوٹ: آستانہ عالیہ باگڑیانوالہ کے ہر عقیدتمند کے لئے اس کتاب کا مطالعہ لازم قرار دیا جاتا ہے۔ اگر آپ خود نہیں پڑھ سکتے تو کسی سے پڑھوا کر سنیں۔ غلط فہمیوں کا ازالہ کریں اور جو باتیں عمل کرنے والی ہیں ان پر دل وجان سے عمل کرنے کی کوشش کریں۔

سید ریاض حسین شاہ

مؤلف کا مختصر تعارف

از۔۔۔۔قاری غلام زکریا شاکر (ایم اے) مدرس الحرا جامع مسجد نیلسن (یو کے)

یہ کتاب ''پیری مریدی' سر پرست اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ اسرار العلوم باگڑیانوالہ ضلع گجرات (پاکستان) سجادہ نشین آستانہ عالیہ باگڑیانوالہ، پروفیسر صاحبزادہ سید ریاض حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی ترتیب دی ہوئی ہے۔ان کے والد گرامی پیر طریقت پیر سید محمد افضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، آستانہ عالیہ چکوڑی شریف ضلع گجرات سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں خلیفہ مجاز تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہیں۔ یہ انہی کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ مؤلف کا دینی تعلیم کی طرف رجحان ہوا۔

دارالعلوم جامعہ عربیہ غوثیہ کیرانوالہ سیداں ضلع گجرات میں فقیہ العصر شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ قاضی مفتی سید محمد یعقوب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فاضل بریلی شریف) سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کی ۔ 1986ء میں تنظیم المدارس سے الشہادۃ العالمیہ کا امتحان پاس کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی ایڈ، ایم اے (عربی) اور ایم اے (علوم اسلامیہ) کے امتحانات پاس کئے۔

اپنے والد گرامی کے ہاتھ پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت ہوئے جنہوں نے تربیتی مراحل میں سے گزارنے کے بعد خلافت سے نوازا۔ کچھ اور بزرگوں سے باقی سلاسل یعنی قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ میں بھی بیعت کرنے کی اجازت حاصل ہے.

مختلف سکولوں میں سیکنڈری سکول ٹیچر کی حیثیت سے تدریسی فرائض سرانجام دینے کے بعد 1994 سے 2000ءتک گورنمنٹ کالج ڈنگہ (گجرات) میں بطور لیکچرار

(اسلامیات)اور کچھ عرصہ پرائیویٹ طور پر اسلامیہ کالج برائے خواتین گجرات میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

جامع الہاشمی بلیک برن (یوکے) میں تین سالہ عالم و عالمہ پروگرام (سہ پہر کو) اور ایک علیحدہ کلاس میں انگلش میں ہی قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر (ہفتہ اور اتوار کو)، محی الدین انٹرنیشنل گرلز کالج برنلے (یوکے) میں چار سالہ درس نظامی کا کورس (دن کے وقت) پڑھانے کا سلسلہ 2010ء سے 2015ءتک چلتا رہا۔

اولڈھم اسلامک کالج (اولڈھم۔یوکے) میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے ذمہ داریوں کا سلسلہ 2016ء سے لے 2019ءتک جاری رہا۔اب تین سالوں سے یہی ذمہ داریاں مانچسٹر مسلم کالج میں ہیں۔اس کالج میں پانچ سالہ درس نظامی کا نصاب طلباءوطالبات (دونوں) کو پڑھایا جارہاہے۔

تالیفات

1۔ اردو ترجمہ ”وَسَائِلُ الْوُصُوْلِ اِلٰی شَمَائِلِ الرَّسُوْلِ صلی الله علیه و اٰله وسلم“ تالیف حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ۔ ”شمائل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کے نام سے،

2۔ اردو ترجمہ ”المنبهات“ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کی تالیف، اقوال

زریں کے نام سے

3۔ اردو ترجمہ ''اَلْکَشْفُ وَالتَّبْیِیْنُ فِیْ غُرُوْرِ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْن'' امام غزالی علیہ الرحمۃ شیطان کی فریب کاریاں کے نام سے

4۔ صحابہ کا جذبہ حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بخاری و مسلم کی روشنی میں)

5 . "Basic Beliefs of Islam": مساجد میں زیر تعلیم بچوں کے لئے انگلش اور اردو، دونوں زبانوں میں۔

بکھرے موتی: اپنے استاد گرامی شیخ القرآن والحدیث، فقیہ العصر، حضرت علامہ مفتی سید محمد یعقوب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اپنی کتابوں کے شروع میں لگائے گئے نوٹس کی روشنی میں تفسیر روح البیان کی عبارات، ان کا ترجمہ اور کچھ وضاحتی نوٹس۔

آسان حج و عمرہ: حج اور عمرہ کے مسائل انتہائی آسان پیرائے میں۔(یہ کتاب انڈیا سے چھپی اور یو کے اور یورپی ممالک میں تقسیم ہو رہی ہے)

ترجمۃ القرآن: (انگلش میں لفظی ترجمہ)۔اس پر کام جاری ہے۔

پیری مریدی: زیر نظر کتاب اپنی نوعیت کی ایک منفرد کوشش ہے۔ کتاب کا مطالعہ کرنے سے اپنے رب کی رضا کے لئے کام کرنے کے جذبے جوان ہو جاتے ہیں اور دل ہر وقت اپنے رب کی یاد سے معمور رہنے لگتا ہے۔

ٹی وی پروگرامز

اُمہ ٹی وی چینل بلیک برن (یو کے) پر درس حدیث کے عنوان سے تقریباً

تین سال تک مختلف موضوعات پر حدیث کی روشنی میں لیکچرز ،اسی ٹی وی چینل پر مختلف پروگرامز میں ایک مہمان سکالر کی حیثیت سے شمولیت،اور اسلام ٹی وی اردو کے لئے صراط مستقیم کے عنوان سے لیکچرز ریکارڈ کروائے۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ پاک شاہ صاحب کو لمبی زندگی عطا فرمائے اور ایک جہان آپ سے مستفید ہو۔

غلام زکریا شاکر

پہلا سبق

اللہ کی جماعت کے فرد بنو

اللہ تعالیٰ انسانوں کو اس دنیا میں ایک مخصوص عرصے کے لئے بھیجتا ہے۔اس دنیا میں انسان کی سب سے بڑی ضرورت زندگی گزارنے کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں اس دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی کا سامان ہو۔اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیھم السلام کے ذریعے انسانوں کی اس بنیادی ضرورت کو پورا فرمایا اور یہ بات واضح طور پر بتادی کہ زندگی اپنے رب کی مرضی کے مطابق گزارو گے تو تمہیں اس دنیا میں بھی عزتیں نصیب ہوں گی اور آخرت میں بھی۔لیکن اگر اللہ کی مرضی کے خلاف چلے تو اس کی سزا بھگتنا ہوگی۔ یہ سزا صرف دنیا میں ہوسکتی ہے،صرف آخرت میں ہوسکتی ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس دنیا میں بھی ہو اور آخرت میں بھی۔

صحیح کیا اور غلط کیا؟ سب کچھ کھول کھول کر بیان فرما دیا اور انسانوں کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ چاہو تو رب کی مرضی کے مطابق جی لو اور چاہو تو اپنی مرضی سے۔انجام کے تم خود ذمہ دار ہوگے۔

یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔اس میں ایک طرف انبیاء کرام **علیھم السلام** کی مقدس ہستیاں ہمیں رب کی طرف بلانے کے لئے ہیں تو دوسری طرف شیطان کو ہمیں اللہ کے رستے سے دور لے جانے کی چھٹی عطا فرمادی گئی۔

یوں انبیاء کرام **علیھم السلام** کی دعوت کو قبول کرنے یا ردّ کرنے کے حوالے سے ہم انسانوں کو تین مختلف گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں؛

ا۔ وہ جو اللہ کی جماعت میں پکے ہو کر شامل ہو گئے اور شیطان کے فریب سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔

۲۔ وہ جو شیطان کی جماعت میں پکے ہو کر شامل ہو گئے، نہ صرف یہ کہ خود اسکی پھیلائی ہوئی گمراہی کا شکار ہیں بلکہ شیطان کے ایجنٹ بن کر دوسروں کو بھی راہ راست سے دور لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۳۔ وہ جو کبھی شیطان کے وساوس میں آکر اس کے قریب ہو جاتے ہیں تو کبھی اسے چھوڑ کر اپنے رب کی طرف رجوع کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

تھوڑی بہت سمجھ رکھنے والا بھی یہ جانتا ہے کہ اگر ہم اللہ کی جماعت میں شامل رہے، یا زندگی نافرمانیوں میں گزارتے گزارتے کم از کم مرتے وقت کلمہ پڑھ کر اس بات کا اعلان کر پائے کہ ہم شیطان کی جماعت کے نہیں، اللہ کی جماعت کے فرد ہیں تو جس جنت میں انبیاء اور اولیاء جائیں گے، ان کے ساتھ ہمیں بھی اس ابدی آرام کی جگہ میں جانا نصیب ہو جائے گا۔ لیکن اگر بدقسمتی سے شیطان کی جماعت میں شامل رہے اور اسی جماعت کے فرد کی حیثیت سے مرے تو دوزخ کی جس آگ میں اسے پھینکا جائے گا اس میں ہمیں بھی جلنا ہو گا۔ لہذا ہمیں اس بات کی فکر کرنی چاہیئے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ شیطان ہمیں کس طرح ورغلا کر راہ راست سے ہٹانے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے، ہمیں اس بات کی فکر کرنی چاہیئے کہ ہم کس طرح اللہ کی جماعت کے بندے بن کر اس دنیا سے ایمان کی دولت لے کر رخصت ہو سکتے ہیں؟

آئندہ صفحات میں کچھ بنیادی باتیں تحریر کی جا رہی ہیں جو ان شاء اللہ اس فکر کو ہمارے اندر پختہ کرنے اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنے کے بڑے مضبوط جذبات کا باعث بنیں گی۔

دوسرا سبق

انسانی زندگی کے مختلف ادوار

انسانی زندگی کا پہلا دور

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی روحوں کو پیدا فرمایا اور انہیں روحوں کے جہان میں ٹھہرایا۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ

ترجمہ: روحیں ایک جگہ لشکر کی صورت میں تھیں۔ پھر وہاں جن روحوں میں پہچان تھی ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں ایک دوسری سے غیر مانوس رہیں یہاں بھی وہ ایک دوسری سے دور رہتی ہیں۔

{صحیح بخاری كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ بَابٌ: الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ

صحیح مسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالآدَابِ۔ بَابٌ: الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ }

انسانی زندگی کا دوسرا دور

انسانی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے اس وقت، جب ایک بچے کے جسم میں جان ڈالی جاتی ہے اور یہ دور اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب جسم سے روح کو نکال لیا جاتا ہے۔جسم سے روح نکلنے کا مطلب یہ نہیں کہ زندگی ختم ہو گئی، زندگی ختم نہیں ہوئی،

زندگی کا ایک دور ختم ہوا۔ موت، روح اور جسم کے مکمل طور پر فنا ہو جانے کا نام نہیں ہے، بلکہ جسم اور روح میں ایک طرح کی جدائی کا نام ہے۔ زندگی کا یہ دور بڑا اہم ہے، اس لئے کہ ہم اگلے مرحلوں میں چین سے رہتے ہیں یا ہمیں طرح طرح کے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کا زیادہ تر انحصار اس بات پر ہے کہ ہم یہ زندگی کس طرح گزارتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی فرمانبرداری کرتے ہوئے یا نافرمانی میں۔

انسانی زندگی کا تیسرا دور

ہماری زندگی کا تیسرا دور بَرْزَخ کہلاتا ہے۔ برزخ ایک بندے کی موت سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک کے عرصے کا نام ہے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جب بندے کا جسم قبر میں گلتا سڑتا ہے تو اس کی ہر شے فنا ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ جسم اور روح۔ روح جسم سے نکلتی ہے تو مر نہیں جاتی، زندہ رہتی ہے۔ برزخ میں روحوں کے مختلف ٹھکانے ہیں جہاں یہ رہتی ہیں۔ کچھ روحیں اعلیٰ علیین میں، کچھ جنت میں، کچھ کو جنت کے دروازے پر روک لیا جاتا ہے، کچھ زمین و آسمان کے درمیان، اور کچھ روحیں زمین سے اوپر جا ہی نہیں سکتیں۔ کتاب الروح میں ابن قَیِّم الجَوزِیَّہ نے اس پر بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔

قبر میں اکثر لوگوں کے اجسام گل سڑ جاتے ہیں جب کہ انبیاء، شہداء اور بعض اولیاء کے اجسام ہمیشہ سلامت رہتے ہیں۔

جسم سارا گل سڑ جائے تو بھی اس کا ایک حصہ کبھی گلتا سڑتا نہیں۔ یہ حصہ انسان کی ریڑھ کی ہڈی کے نچلے سرے پر ہوتا ہے۔ایک متفق علیہ حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ« قَالَ: أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالَ: »ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ البَقْلُ، لَيْسَ مِنَ الإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الخَلْقُ يَوْمَ القِيَامَةِ«

{صحیح البخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ سورة النبأ بَابُ {يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا -صحيح مسلم كتاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَابُ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ}

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو بار صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا۔لوگوں نے کہا: ابو ہریرہ! چالیس دن؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا۔لوگوں نے کہا چالیس مہینے؟ انہوں نے کہا: میں نہیں کہہ سکتا۔لوگوں نے کہا چالیس سال؟ انہوں نے کہا: میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا، جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جس طرح سبزہ اگتا ہے۔(حضرت ابو ہریرہ نے) کہا: ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ بنایا جائے گا۔

صحیح مسلم میں اسی باب میں ایک اور حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا:

كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ، إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ، خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ

دم کی ہڈی کے سرے کے سوا ابن آدم کی ہر چیز کو مٹی کھا لے گی۔اسی سے انسان پیدا کیا گیا اور اسی سے پھر بنایا جائے گا۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

صلب کے نیچے ایک لطیف ہڈی ہے جس کو عَجْبُ الذَّنَبِ کہتے ہیں۔انسان کے جسم میں سب سے پہلے اس کو بنایا جاتا ہے۔ پھر اسی پر باقی جسم کی تشکیل ہوتی ہے۔ (شرح صحیح مسلم جلد ۷ ص ۸۴۰)

آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح کسی درخت کا بیج ہوتا ہے جس میں وہی درخت بننے کی ساری صلاحیت ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی انسانی جسم کا ایک طرح کا بیج ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جب ایک خاص قسم کی بارش نازل فرمائے گا تو یہ اجزائے اصلیہ جہاں کہیں بھی ہوں گے، زمین میں سے اگ آئیں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ مٹیریل نیا ہوگا جس سے انسانی جسم دوبارہ تشکیل پائے گا؟ جواب نفی میں ہے ۔ دنیا میں جو انسانی جسم تھا، قبر میں اس کے اجزاء بکھر جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان بکھرے ہوئے اجزاء کو جمع فرمالے گا اور یہ سب اس جزو اصلی کے ساتھ مل کر انسانی جسم کی شکل میں قیامت کے میدان میں کھڑے ہوں گے۔

ہمیں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بتایا کہ بعض لوگوں کو قبر میں راحت اور بعض لوگوں کو طرح طرح کے عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ یہ عذاب وثواب قبر صرف روح کو نہیں، صرف جسم کو نہیں، بلکہ دونوں کو ہوتا ہے۔ یوں برزخ میں بھی روح اور جسم کا ایک نہ ایک طرح سے ربط برقرار رہتا ہے۔ اسے آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ برزخ مکمل فنائیت کا نام نہیں، بلکہ ایک طرح کی زندگی ہے۔

جب آپ قبر پہ جا کر **السلام علیکم یا اھلَ القبور** کہہ کر سلام کہتے ہیں تو روح جہاں کہیں بھی ہو، متوجہ ہوتی ہے ،آپ کے سلام کو سنتی ہے، جواب دیتی ہے، اور اگر دنیا میں پہچانتی تھی تو پہچانتی بھی ہے کہ قبر پہ کون کھڑا ہے۔

ہم نہیں جانتے کہ اس عذاب وثواب قبر کی اس کیفیت میں قیامت قائم ہونے سے پہلے ہم کتنا عرصہ دوچار رہیں گے۔

انسانی زندگی کا چوتھا دور

انسانی زندگی کا چوتھا دور شروع ہوگا جب سب لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور قیامت کے میدان میں جمع کرلیا جائے گا۔ یہ دن بڑا سخت دن ہوگا۔ سورج تقریبا ایک میل کے فاصلے پر اور پورے میدان قیامت میں کوئی درخت، کوئی مکان، کوئی پہاڑ یا کوئی ایسی اونچی جگہ، جس کے نیچے سر چھپایا جاسکے نہیں ہوگی، کوئی سایہ نہیں ہوگا سوائے اللہ پاک کے عرش کے سائے کے۔ یہ ایک دن اس دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ لوگ سورج کی گرمی میں بھن رہے ہوں گے۔

آپ اگر کسی گرم ملک میں چلے جائیں اور گرمی کے موسم میں ننگے پاؤں

زمین پر چلنا چاہیں تو نہیں چل سکتے حالانکہ سورج ہم سے کروڑوں میل کے فاصلے پر ہے، جب سورج کو صرف ایک میل کے فاصلے پر لے آیا جائے گا تو سوچیں کہ اس وقت اس کی گرمی کا عالم کیا ہوگا؟

وہ لوگ جو اللہ پاک کے عرش کے سایہ سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے، انہیں یہ دن صرف اتنا لمبا محسوس ہوگا جتنا ایک فرض نماز کا وقت۔

ہم سب حشر کے میدان میں اپنے رب کے سامنے جمع ہوں گے۔ ہماری زندگی کی کتاب ہمارے ہاتھوں میں ہوگی اور ہمارا رب ہم سے اپنی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا، تجھے ہاتھ دیے ان کے ساتھ کیا کرتا رہا؟ تجھے آنکھیں دیں ان کے ساتھ کیا دیکھتا رہا،؟ تجھے کان دیے ان کے ساتھ کیا سنتا رہا،؟ تجھے پاؤں دیے، کس طرف چل کے جاتا رہا؟

قرآن مجید میں اللہ پاک کا فرمان ہے :

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (36)

سورۃ الاسراء

بے شک کان، اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے بارے میں پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔اور **سورۃ التکاثر** میں ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (8)

پھر تم سے اس دن ضرور ضرور نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اللہ جل جلالہ فیصلہ فرمائے گا کہ کسے جنت میں جانا ہے اور کسے جہنم میں؟ اللہ پاک روز جزاء کا مالک ہے، جسے چاہے کسی معمولی نیکی کی وجہ سے جنت میں بھیج

دے اور جسے چاہے کسی معمولی گناہ کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دے، یہ اس کا اختیار ہے، لیکن فیصلہ کی جو بنیاد قرآن پاک نے **سورۃ الاعراف آیت نمبر 8** میں بیان کی وہ یہ ہے کہ ایک ترازو ہوگا، جس کے ایک پلڑے میں تمہارے نیک اعمال اور دوسرے میں برے اعمال رکھ دیے جائیں گے، جس کے نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہو گیا وہ جنتی اور جس کے برے اعمال بھاری ہوئے وہ دوزخ میں جائے گا۔

انسانی زندگی کا پانچواں اور آخری دور

پانچواں اور آخری دور وہ ہے جب جنتی جنت میں جائیں گے اور دوزخ کے حقدار دوزخ کی آگ میں گریں گے۔ وہ زندگی ہمیشہ ہمیشہ کی ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، ثُمَّ يُنَادِي: يَا أَهْلَ النَّارِ، فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ، فَيَقُولُ: وهَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، هَذَا المَوْتُ، وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ، فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلاَ مَوْتَ۔

صحیح بخاری كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ سورۃمریم: بَابُ قَوْلِهِ: {وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الحَسْرَةِ}

حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جہنمی جہنم میں تو) موت کو

ایک سرمئی مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔ ایک ندا دینے والا ندا دے گا: اے جنتیو! وہ گردن اٹھائیں گے اور دیکھیں گے۔ ندا دینے والا کہے گا: کیا اس کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں۔ یہ موت ہے۔ اور وہ سب اس کو دیکھ چکے ہوں گے۔ پھر وہ پکارے گا: اے دوزخیو! وہ گردن اٹھائیں گے اور وہ بھی دیکھیں گے۔ ندا دینے والا کہے گا: کیا اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں۔ یہ موت ہے۔ ان سب نے اس کو دیکھ لیا ہوگا۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ اور پھر یہ ندا دی جائے گی: اے اہل جنت! ہمیشہ رہنا ہے۔ اب موت نہیں ہے اور اہل دوزخ! ہمیشہ رہنا ہے، اب موت نہیں ہے۔

تیسرا سبق

حقیقی کامیابی

دنیا میں ہم جو کامیابیاں حاصل کرتے ہیں، کسی نے اعلیٰ تعلیم حاصل کر لی، کسی کو اچھی نوکری مل گئی، کسی نے بہت بڑی دولت اکھٹی کر لی، کوئی وزارت عظمیٰ کے منصب پہ فائز ہوا، یہ سب چھوٹی چھوٹی کامیابیاں ہیں، سب سے بڑی اور حقیقی کامیابی کیا ہے؟ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ سورة آل عمران آیت نمبر ۱۸۵

ترجمہ: ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اور قیامت کے روز تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ تو جو کوئی دوزخ کی آگ سے بچا لیا گیا اور

جنت میں داخل کر دیا گیا پس وہ کامیاب ہوا۔اور یہ دنیا کی زندگی دھوکے کا سودا ہے۔

سوچنے کی بات

ہم اس بات کو یاد رکھیں یا بھولے رہیں،ہمیں اس بات کا احساس ہو یا نہ ہو یہ حقیقت بہر حال ایک حقیقت ہے کہ ہر گزرنے والا دن ہمیں ہماری موت کے قریب کر رہا ہے۔جو دن گزر گیا وہ دوبارہ نہیں آئے گا،ایک سانس جو ایک بار لے لیا دوبارہ لینا نصیب نہیں ہوگا۔ ہر آن ہم اس وقت کے قریب ہو رہے ہیں، جب ہم اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ دو فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں جو ہماری زندگی کا مکمل ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔اس دنیا میں ہم نے جو کچھ کیا، جو کچھ بولا اور جو سوچیں خود سوچیں،سب کچھ ریکارڈ ہو رہا ہے، یہ انامہ اعمال ہمارے ہاتھ میں ہوگا اور اس کی بنیاد پر ہمارا رب فیصلہ صادر فرمائے گا کہ کسے جہنم کی آگ میں پھینکنا ہے اور کسے جنت کی نعمتیں عطا فرمانی ہیں۔

ہمارے سامنے دو ہی منزلیں ہیں، جنت یا جہنم۔ایک آدمی اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنی من مانی کرتا رہا۔اس نے دنیا کی یہ زندگی عیش وعشرت میں بسر کی، ہر طرح کی نعمتیں اسے میسر رہیں۔کسی دکھ یا تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑا،اور انجام کار قبر میں طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہونا، قیامت کے پچاس ہزار سال سورج کی گرمی میں جلنا اور پھر دوزخ کی آگ اس کا مقدر بنتی ہے۔کیا اسے عقلمندی قرار دیا جائے گا کہ دنیوی زندگی کے اس ایک مختصر سے عرصے کی موج مستی کے لئے اپنے آپ کو ہمیشہ رہنے والی زندگی

میں طرح طرح کے عذاب کا حقدار بنایا جائے؟

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

الكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ« هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

سمجھدار وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرتا رہے اور مرنے کے بعد والی زندگی کے لئے زیادہ سے زیادہ عمل کرے۔ اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس اس کی خواہشات کے پیچھے لگائے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے امیدیں باندھے رکھے۔

چوتھا سبق

حقیقی کامیابی کا حصول کیونکر

آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سارے کے سارے انبیاء کی تعلیم کا مرکزی نقطہ ایک ہی رہا ہے؛

لوگو! اللہ کو اپنا رب مان لو اور اپنی مرضی چھوڑ کر اس کی مرضی کے مطابق جینا شروع کر دو۔

بندہ اپنی زندگی کا نصب العین یہ بنا لے کہ اپنی مرضی سے نہیں، اپنے رب کی مرضی کے مطابق جینا ہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ اس راہ پہ چل پڑا ہے جس سے حقیقی کامیابی ملتی ہے۔

یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے کہ اس دنیا میں ہمارا نصب العین صرف اور صرف یہ ہونا چاہیے کہ "اپنی مرضی سے نہیں اپنے رب کی مرضی کے مطابق جینا

ہے'' کشف وکرامات، دل یا دماغ کا ذاکر ہو جانا، ہر وقت دل میں رب تعالیٰ کی یاد، یہ ساری چیزیں اس منزل تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں، منزل نہیں۔

صوفیاء کی تعلیمات میں اس بات کو یوں بیان کیا جاتا ہے کہ؛

راہ سلوک کی دو قسمیں ہیں؛ ۱۔ سلوک تقویٰ ۲۔ سلوک احسان

سلوک تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ انسان اپنی فکری اور عملی قوت کو ہر وقت شریعت مقدسہ کے احکامات کے مطابق صرف کرنے کی کوشش کرے۔ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

سلوک احسان اس جدوجہد کا نام ہے جو، شریعت مطہرہ کی منع کی ہوئی باتوں سے رک کر اور جن چیزوں کا حکم دیا ان کی ادائیگی کر کے متقی بن جانے کے بعد حسن عقیدہ وعمل میں کمال اخلاص پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ گویا سلوک تقویٰ کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے، جبکہ سلوک احسان کا تعلق باطن کے ساتھ ہے۔ سلوک احسان کی حیثیت مستحب اور نفل کی بنتی ہے۔ (ماخوذ از پیری مریدی کی شرعی حیثیت از شیخ الحدیث والتفسیر مولانا پیر محمد چشتی چترالی رحمۃ اللہ علیہ)

حقیقی کامیابی کے لئے دو بنیادی ضرورتیں

اس حقیقی کامیابی کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں دو چیزوں کی ضرورت ہے؛

۱۔ یہ جاننا کہ اللہ پاک کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض

ہماری پہلی ضرورت یہ ہے کہ ہمیں اس بات کی پوری پوری آگہی ہو کہ اللہ پاک کی رضا کن کاموں میں ہے۔ رہا یہ سوال کہ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کن کاموں سے میں ہے؟ تو اس کا سیدھا سا جواب ''**محمد رسول اللہ**''

میں دیا گیا ہے۔ اللہ پاک نے وحی کے ذریعے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ باتیں کھول کھول کر لوگوں کے سامنے بیان فرما دیں۔ یہی ایک معیار ہے اپنے رب کی مرضی کو جاننے کا۔ اس سے ہٹ کر اگر ہم کسی اور کی طرف دیکھیں گے تو سوائے گمراہی کے اور کچھ نہ ملے گا۔

ب۔ دل میں علم پر عمل کرنے کی تحریک اور جذبہ

دوسری بنیادی ضرورت دل میں ایسے جذبے ہیں، جو ہمیں اس علم پر عمل کرنے پر ابھاریں۔ صرف علم، جس پر عمل نہ ہو، نجات کے لئے کافی ثابت نہیں ہو گا۔ اسی طرح دل میں جذبے تو ہوں لیکن یہ پتہ ہی نہ ہو کہ کن باتوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور کن سے ناراض، تو بھی حقیقی کامیابی تک رسائی ناممکن ہے۔

علم علماء سے، اور یہ جذبے اور روحانی توجہات آپ کو شیخ کامل اور مرد صالح سے ملیں گی۔

پانچواں سبق

مُرشِد کی اصل ضرورت

اساتذہ سے ہم وہ علم سیکھتے ہیں جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی پسند و ناپسند کا پتہ چلتا ہے اور پیران عظام ہمارے بیمار دلوں کا علاج کر کے ان میں وہ جذبے بھرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پر عمل میں سستی نہیں آنے دیتے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کی راہ میں جو رکاوٹ آتی ہے اس کا علاج کرنے کے لئے

پیرومرشد کی ضرورت پڑتی ہے۔ یایوں کہہ لیں کہ مرشد کا کام اس وقت شروع ہوتا ہے جب مختلف وجوہات کی بنا پر ہمارے اندر برائی کے رجحانات پیدا ہوجاتے ہیں۔ نیکی کی رغبت کمزور پڑ جاتی ہے یا ختم ہوجاتی ہے،اور ہم اسلام کی تعلیمات پر عمل چھوڑ دیتے ہیں یا سستی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

ایسے میں یہ صوفیاء اور مرشد لوگ کچھ ایسا کرتے ہیں جس سے ہمارے دل نیک جذبات سے بھرپور ہوجاتے ہیں اور ہم اپنے رب کی رضا کے حصول کی خاطر اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل میں کسی سستی کا شکار نہیں ہوتے۔

اصل مقصود رب تعالیٰ تک رسائی ہے،اس مقصد کے لئے محبت کا جذبہ بنیادی ضرورت ہے، محبت کے جذبے ابھرتے ہیں کسی پیکر محسوس کو دیکھ کر، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات وصفات کا مظہر بنا کر اس دنیا میں بھیجا، لوگوں نے انہیں دیکھا،ان کے معجزات کو دیکھا،ان کے کمالات کو دیکھا اور جانا، کہ جس رب کا بھیجا ہوا بندہ اتنے کمال والا ہے اس رب کی اپنی شان کیا ہوگی؟

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا، پیرومرشد ان کی سنت پر عمل کے پیکر بن کر جب ہمارے سامنے آتے ہیں تو ان کی زیارت ہمارے اندر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے جذبے پیدا کر دیتی ہے اور انہیں جوان بنا دیتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیرومرشد کا اصل کام اس رکاوٹ کو دور کرنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کی راہ میں آرہی ہے۔مرشد کا کام ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے سے دور لے جائے اور اپنی طرف کوئی نیا راستہ

بنا کر مریدین کو اس پہ چلانا شروع کر دے۔ کیونکہ صاحب ہوش و حواس لوگوں کے لئے ہر وہ راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رستے سے ہٹی ہوئی ہے بندے کو رب تک نہیں پہنچاتی کہیں اور ہی لے کے جاتی ہے۔

بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں بھی مبتلا ہیں کہ پیران عظام کی ضرورت یہ ہے کہ وہ ہمارے لئے دعائیں کریں، ہمیں دم کریں، ہماری مشکلات کے حل میں ہماری مدد کریں، گویا پیر حضرات کو اپنی دنیا سنوارنے کا ذریعہ سمجھا جا رہا ہے۔

بلا شبہ اللہ کے پیارے بندوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، ان کے دم میں اثر ہوتا ہے، ان کی توجہ سے ہماری مشکلات حل ہوتی ہیں مگر کسی مرشد سے بیعت ہونے کا اصل مقصد یہ نہیں ہے، اصل مقصد یہی ہے کہ ان کی تربیت سے ہمارے اندر اپنے رب کی مرضی کے مطابق جینے اور اس مقصد کے لئے اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے کے جذبے جوان ہوں اور ہم ان کی سچی پیروی میں اپنی زندگیاں بسر کر سکیں۔

چھٹا سبق

کشف و کرامات کا حصول اصل مقصود نہیں ہے

کئی لوگ کسی مرشد سے بیعت ہوتے ہی اس مقصد کے لئے کہ ان کے اندر کشف کی صلاحیت پیدا ہو جائے، ان کے دم میں اثر آ جائے، تعویذات پُر اثر ہوں۔ پھر بیعت ہونے کے بعد ان کی ساری توجہ ایسے عملیات پر ہوتی ہے جن سے یہ صلاحیت اجاگر ہوتی ہے۔

اگر مختلف قسم کی چلہ کشی اس لئے ہے کہ دل کی پاکیزگی نصیب ہو جائے، اور ہم اپنے رب کے احکامات کی فرمانبرداری میں اور زیادہ کوشش کرنے لگیں، ہمیں علم الیقین سے عین الیقین اور پھر حق الیقین کی منازل طے کرنا نصیب ہو جائیں، جو ہمیں اپنے رب کے سچے بندے بننے میں مدد دیتی ہیں، تو یہ کوششیں یقیناً لائق صد تحسین ہیں اور ہمیں ضرور کرنی چاہییں۔

لیکن اگر ان کوششوں کا مقصد اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں زیادہ سرگرم ہونا نہیں، بلکہ صرف اپنی روح کی طاقت کو اجاگر کر کے اس سے کچھ شعبدے دکھانا مقصود ہے تو ممکن ہے کہ یہ کوشش اس دنیا میں بندے کو کچھ فائدہ دے دے، لیکن آخرت میں سوائے پچھتاوے کے کچھ نہ ملے گا۔

قرآن وسنت میں ہمیں کشف وکرامات کے حصول کے لئے کوشش کا مکلف نہیں بنایا گیا۔ جس بات کا مکلف بنایا گیا ہے وہ ہے، ''اپنی مرضی چھوڑ کے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق جینا''۔ گویا جس منزل کو پانے کے لئے ہمیں تگ ودو کرنی ہے وہ رب تعالیٰ کی مرضی کے مطابق جینا اور اس کی مرضی کے خلاف کسی بھی کام سے گریز کرنا ہے۔ اگر آپ کی زندگی اس اصول کے تحت گزر رہی ہے تو آپ کامل مومن ہیں۔ صحابہ کرام جن کے پاؤں کی گرد کو بھی ان کے بعد آنے والے بڑے بڑے ولی نہیں پہنچ سکتے، ان میں کتنے ایسے تھے جو صاحب کشف وکرامات تھے؟

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ کشف وکرامات کی صلاحیت میں خطرات بھی بہت ہیں۔ جب ایسا کچھ ہونے لگتا ہے تو بندہ سمجھتا ہے کہ وہ منزل تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی سنت پر سختی سے عمل، جو رب تعالیٰ تک پہنچنے کا

اصل ذریعہ ہے اس سے دوری ہونے لگتی ہے۔حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان میں اس طرف اشارہ ملتا ہے:

لو نَظَرتُم إِلیٰ رَجُلٍ أُعْطِيَ مِنَ الْكَرَامَاتِ حَتّٰى يَرْتَقِيَ فِي الْهَوَاءِ فَلَا تَغْتَرُّوا بِهِ حَتّٰى تَنْظُرُوا كَيْفَ تَجِدُونَهُ عِنْدَ الأَمْرِ وَالنَّهْيِ وَحِفْظِ الْحُدُودِ وَأَدَاءِ الشَّرِيعَةِ.

الرسالة القشيرية---بَاب فِي ذكر مشايخ هذه الطريقة وَمَا يدل من سيرهم وأقوالهم عَلَى تعظيم الشريعة---المؤلف: عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري (المتوفى: 465هـ)

ترجمہ: اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے کرامات عطا کی گئی ہیں یہاں تک کہ وہ ہوا میں اڑ سکتا ہے تو جب تک یہ نہ دیکھ لو تم اسے اوامر ونواہی، (اللہ کی) حدود کی پاسداری اور شریعت کے احکام کی بجا آوری میں کیسا پاتے ہو، کسی دھوکے کا شکار نہ ہونا۔

ساتواں سبق

کسی مرشد سے بیعت کی حقیقت اور ثبوت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مختلف مواقع پر بیعت لی۔ یہ بیعت مختلف مقاصد کے لئے لی گئی مثلاً:

۱۔ بیعت اسلام: جب کوئی کافر مسلمان ہونا چاہتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرتا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا عہد کرتا۔

۲۔ بیعت جہاد: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے جہاد کرنے کی بیعت بھی

لی ہے جس کی ایک مثال صلح حدیبیہ کے موقع پر لی گئی بیعت ہے جسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔

۳۔ گناہ سے بچنے اور نیک اعمال کی ادائیگی کی بیعت: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر اپنے صحابہ سے کچھ نیک اعمال کی ادائیگی اور کچھ گناہوں کے چھوڑنے کی بیعت بھی لی ہے۔اس کی کئی مثالیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں۔قرآن پاک میں ایک ایسی ہی بیعت کا ذکر سورة الممتحنہ 60 آیت نمبر 12 میں کیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (12)

ترجمہ: اے نبی! جب مسلمان عورتیں آپ سے ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا کاری نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو وہ اپنی طرف سے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، تو آپ ان سے بیعت لے لیا کریں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بے شک اللہ تعالی بخشنے والا، معاف فرمانے والا ہے۔

گناہ سے بچنے اور نیک اعمال کی ادائیگی کی بیعت کو صوفیاء بیعت طریقت کا نام دیتے ہیں۔ یہ بیعت پیر اور مرید میں ایک طرح کا معاہدہ ہے۔اس بیعت کی

حقیقت یہ ہے کہ بیعت ہونے والا شخص اپنے شیخ کے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ ان کی ہدایات پر پورا پورا عمل کرے گا اور شیخ کی طرف سے وعدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اسے ایسی تعلیم دے گا جس سے دل کی پاکیزگی کا سامان مہیا ہو، برائی کے رجحانات ختم ہوں اور نیکی کے رجحانات پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی سچی اطاعت کی توفیق نصیب ہو۔

آٹھواں سبق

کیا ہر شخص پر بیعت ہونا فرض یا ضروری ہے؟

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف میں لکھا: میں نے بہت سے مشائخ سے سنا ہے کہ جس نے کسی فلاح پانے والے کی زیارت نہیں کی وہ فلاح نہیں پائے گا۔ نیز لکھا ہے کہ بایزید بسطامی نے فرمایا: جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ امام قشیری نے رسالہ قشیریہ میں لکھتے ہیں: جس کا کوئی پیر نہ ہو وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔

ان عبارات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کے لئے کسی پیر کا مرید ہونا ضروری ہے۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پیر ایک بندہ ہونا چاہیے۔ لیکن امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی اس کے بارے میں جو تحریر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے؛

مرشد دو قسم کے ہیں: ۱۔ مرشد عام ۲۔ مرشد خاص

مرشد عام: مرشد عام، اللہ عزوجل کا کلام ، رسول ﷺ کا کلام ،

آئمہ شریعت وطریقت کا کلام، اور علمائے دین کا کلام ہے۔ظاہری فلاح ہو یا باطنی اس مرشد عام کے بغیر ممکن نہیں۔ جو اس مرشد عام کو نہ مانے وہ کافر و گمراہ ہے اور اس کی عبادت ضائع اور مردود ہے۔

مرشد خاص: مرشد خاص یہ ہے کہ مسلمان کسی عالم سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص قرآن، سنت، آئمہ مجتہدین اور علماء کے فتاویٰ کو مانتا ہو اور ان احکام کے مطابق عمل کرتا ہو وہ بے مرشد نہیں ہے اور اس کے لئے کسی خاص شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا فرض یا ضروری نہیں۔البتہ کسی مرد صالح کے ہاتھ پر بیعت کر کے تائب ہونا اور کسی سلسلہ طریقت سے منسلک ہو جانا مستحسن ہے اور دنیا و آخرت کی بہت سی سعادتوں کے حصول کا سبب ہے۔

دراصل فلاح (کامیابی) دو قسم کی ہے۔فلاح ظاہر اور فلاح باطن

فلاح ظاہر یہ ہے کہ جسمانی طور پر ادا ہونے والے جس قدر احکام الٰہیہ ہیں سب کو بجالائے نہ کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ گناہ پر اصرار، اسی طرح قلب (دل) میں کسی سے کینہ اور بغض نہ رکھے، بدگمانی نہ کرے بخل نہ کرے غفلت اور سنگدلی نہ کرے۔اس کو فلاح ظاہر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں جو کچھ کرنا یا نہ کرنا ہے اس کے احکام شریعت میں ظاہر اور واضح ہو چکے ہیں۔

فلاح باطن یہ ہے کہ قلب اور بدن برے کاموں سے خالی اور نیک کاموں سے مزین ہو جانے کے بعد دل کو شرک خفی سے پاک کیا جائے حتی کہ لا مقصود الا اللہ، لا مشھود الا اللہ، اور پھر لا موجود الا اللہ سے متصف

ہو یعنی اولاد دل ارادہ غیر سے خالی ہو، پھر نظر میں غیر نہ رہے پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے
کہ وجود اسے کے لئے باقی ہے باقی سب ظل اور سایہ ہے۔جائے۔

(ماخوذ از فتاویٰ افریقہ۔۔۔امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

نواں سبق

پیر کے ساتھ تعلق کی دو صورتیں

ا۔مرید ہونا ۲۔طالب ہونا

ا۔مرید ہونا

کسی شیخ کا مرید بننے کی دو وجوہات ہوتی ہیں؛

الف۔ بعض لوگ کسی سلسلہ کے ساتھ منسلک ہو کر اس سلسلہ کے روحانی فیوض و برکات سے کچھ حصہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ان کا مقصد تربیت حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ صرف ایک نسبت حاصل کرنا ہوتا ہے۔اسے بیعت نسبت یا بیعت برکت کہتے ہیں۔

ب۔ بیعت ہونے کی دوسری وجہ اپنے بیمار دل کے علاج کی تدبیر کرنا ہے۔ ایسی بیعت کو بیعت ارادت کہتے ہیں۔ جب کوئی بیعت ارادت کی نیت سے کسی کا مرید ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیتا ہے۔اب اس کی اپنی مرضی ختم ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے ہر کام میں وہ اپنے شیخ کے فرمان پر عمل کا پابند ہو جاتا ہے۔

۲۔طالب ہونا

آپ ایک پیر صاحب کے مرید ہیں مگر پیر صاحب دور ہیں، ان سے رابطہ نہیں ہو پاتا، یا اور کوئی ایسی رکاوٹ ہے جس کی وجہ سے آپ اپنے پیر صاحب سے جو تربیت ملنی چاہیے وہ حاصل نہیں کر پا رہے تو اس صورت میں آپ اپنے شیخ کی بجائے کسی اور شیخ سے کوئی رہنمائی یا فیض لینا چاہتے ہیں تو یہ جائز ہے۔مگر اس میں شرط یہ ہے کہ کسی بھی دوسرے شیخ سے کوئی فیض ملے تو دل میں یقین رکھیں کہ یہ فیض مجھے میرے مرشد کی نسبت کی وجہ سے ملا ہے۔ اس صورت میں جب آپ کسی اور مرشد سے طالب کی حیثیت سے تعلق قائم کریں گے تو آپ کی پہلی بیعت اپنی جگہ برقرار رہے گی اور آپ دوسرے مرشد کے مرید نہیں بلکہ طالب کہلائیں گے۔دوسرا مرشد آپ کو جو روحانی فیض دے گا وہ آپ کی اپنے پہلے شیخ کے ساتھ نسبت کی وجہ سے ہے اس لئے یہ کہنا بالکل بجا اور درست ہے کہ وہ فیض آپ کو اپنے پہلے شیخ کے ساتھ نسبت کی وجہ سے ملا ہے۔

اس کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک عالم دین کا شاگرد کسی دوسرے عالم دین کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور اپنا تعارف اپنے استاد کے حوالے سے کرواتا ہے۔وہ عالم دین اسے کوئی علمی بات سمجھاتے ہیں، انہوں نے یہ بات اسے اس لئے نہیں سمجھائی کہ کہ وہ فلاں کا بیٹا ہے، فلاں شہر کا رہنے والا ہے یا اس کا نام یہ ہے، بلکہ یہ مہربانی انہوں نے اس کے استاد صاحب کی نسبت کی وجہ سے کی ہے۔

دسواں سبق

پیر کے اوصاف

بیعت برکت کے لئے

ایک پیر میں کم از کم چار شرطیں پوری ہونی چاہییں۔

۱۔ سنی صحیح العقیدہ ہو

۲۔ دین کا کم از کم اتنا علم رکھتا ہو کہ جب ضرورت پڑے تو دین کے مسائل کتاب میں سے نکال سکے۔ درس نظامی کا فارغ التحصیل ہونا ضروری نہیں ہے۔

۳۔ اعلانیہ طور پر کوئی ایسا کام نہ کرتا ہو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے خلاف ہو۔

۴۔ اس کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہو اور اسے اس کے شیخ نے لوگوں کو بیعت کرنے کی اجازت بھی دے رکھی ہو۔

بیعت ارادت کے لئے

جب بیعت کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے دل کی پاکیزگی کا سامان حاصل کر سکیں، دل سے برے خیالات اور برے جذبات دور ہو جائیں، نیکی کی طرف رغبت، برائی سے نفرت، روحانی طور پر اللہ پاک کا قرب نصیب ہو جائے، تو مذکورہ بالا چار شرائط کے علاوہ کچھ اور شرطیں بھی ضروری ہیں۔

الف۔ اس بات کا خاصا علم رکھتا ہو کہ دل بیمار کیسے ہوتے ہیں اور دل سے برائی کے

رجحانات ختم کر کے دل کی پاکیزگی کا حصول کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔

ب۔ مریدین کی تربیت کے اصولوں سے واقف ہو، ہر ایک کے ساتھ اس کی استعداد کے مطابق معاملہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

ج۔ لالچ اور خوف سے پاک ہو، اس کی نظر لوگوں کی جیب پر نہ ہو اور اسے یہ ڈر نہ ہو کہ ایک مرید کو کچھ غلط کرنے سے روکا تو مرید ناراض ہو جائے گا اور نذرانہ بند ہو جائے گا۔

د۔ جب آپ عقیدت کے ساتھ اس کے پاس بیٹھیں تو ایک روحانی سکون محسوس کریں، کیونکہ کسی سے فیض لینے کے لئے اس کے ساتھ روحانی مناسبت بہت ضروری ہے، ممکن ہے ایک شیخ کامل ہو مگر آپ اس سے روحانی فیض صرف اس لئے نہ لے سکیں کہ آپ کی روح کو اس کی روح کے ساتھ مناسبت نہیں ہے۔

لہٰذا جب بھی آپ کسی مرشد سے بیعت ہونا چاہیں تو سب سے پہلے اس کے ساتھ کچھ وقت گزاریں، اس کے احوال کا بخوبی جائزہ لیں۔ اگر اپنی مجلسوں میں اور اپنی تنہائیوں میں رسول اللہ ﷺ کی سچی پیروی کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے سے آپ کو دلی سکون کا احساس ہوتا ہے، اور آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس آپ کی تربیت کے لئے کوئی لائحہ عمل ہے تو بیعت ہو جائیں ورنہ درود پاک کی کثرت رکھیں اور اپنی تلاش جاری رکھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر کوئی ایسی شخصیت مل جائے گی جو آپ کو صحیح رہنمائی فراہم کر سکے۔

گیارہواں سبق

پیر کو نبی کا درجہ نہیں دیا جاسکتا

صوفیاء کرام سنت نبوی کا چلتا پھرتا نمونہ ہوتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے فیض لیتے ہیں اور انہی سے اخذ شدہ معمولات اختیار کرتے ہیں۔ یوں ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی زندگی کی زندہ مثال پیش کرتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ صوفی کہلانے والوں کی تعلیمات میں کچھ باتیں ایسی بھی پائی جاتی ہیں جو بظاہر سنت کے خلاف ہیں۔

خلاف شریعت باتوں کی دو وجوہات

صوفی کہلانے والے لوگوں کی تعلیمات میں خلاف سنت باتوں کی دو وجوہات سمجھ میں آتی ہیں۔

ا۔ بعض صوفی کہلانے والے قرآن وسنت کی تعلیمات سے بے خبر ہیں، جن کے سامنے قرآن وسنت کی تعلیمات کا معیار نہیں ہے، اپنی جہالت کی وجہ سے ایسے معمولات اختیار کر لیتے ہیں جو شریعت مطہرہ کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہوتے ہیں۔ شیطان ان کے دلوں میں باتیں ڈالتا ہے جسے وہ اللہ کی طرف سے سمجھ کر خود عمل پیرا ہوتے ہیں اور اپنے مریدین کو بھی تلقین کرتے ہیں اور یوں پیر اور مرید دونوں اس تعلیم سے بہت دور نکل جاتے ہیں جو اللہ پاک کی طرف سے اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا

فرمائی گئی۔

۲۔ بعض لوگ جو واقعی اللہ کے ولی ہوتے ہیں، اللہ جل جلالہ کی محبت کے غلبہ میں مغلوب الحال ہو کر کچھ ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو بظاہر سنت کے خلاف نظر آتی ہیں۔ ایسی باتیں ان کے دلوں پر جو ایک کیفیت طاری ہوتی ہے اس کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ پوری دیانتداری کے ساتھ ان کی دلی کیفیت کا جائزہ لیا جائے تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ وہ اس وقت پورے طور پر اپنے ہوش وحواس میں نہیں ہوتے۔ ان کی سمجھ بوجھ اس درجے کی نہیں ہوتی جہاں شریعت کی پابندیاں لگتی ہیں۔ ایسے لوگ معذور ہوتے ہیں۔ ہمیں ان کی شان میں گستاخی نہیں کرنی چاہیئے۔ ان کا معاملہ ان کے رب کے حوالے کر دینا چاہیئے۔

لیکن ان کی کسی خلاف سنت بات کو اپنا معمول بھی نہیں بنانا چاہیے۔ وہ اپنی ذات کی حد تک اس پر عمل کرتے رہیں، اپنے مریدین کو ایسی باتوں کی تلقین کرنے کا ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اگر ہم بھی اس کیفیت سے دوچار ہوں جس سے وہ ہوئے ہیں تو ان کی اتباع کی بات سمجھ میں آتی ہے، لیکن وہ مغلوب الحال اور ہم اپنے پورے ہوش وحواس میں، ان کی پیروی ہمارے لئے کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ ہم اتباع کریں گے اس مرشد اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، جسے اللہ پاک نے ہماری ہدایت کے لئے بھیجا اور فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (7)

اور رسول (ﷺ) تمہیں جو دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔
(سورۃ الحشر ۵۹ آیت نمبر ۷)

اگر آپ نبی اکرم ﷺ کی تعلیم کے خلاف کسی پیر کی بات کو مانتے ہیں۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا: دن میں پانچ بار نماز کی ادائیگی فرض ہے، کوئی پیر یہ کہتا ہے کہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں، آپ اپنے نبی ﷺ کی بات کو چھوڑ کر اس پیر کی بات کو مانتے ہیں تو بلاشبہ آپ اس پیر کو نبی کا درجہ دے رہے ہیں، جو کسی بھی طور جائز نہیں ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جائز ناجائز اور حلال وحرام، یہ کرو، یہ نہ کرو، کی جو حد بندی ہمیں ہمارے پیارے رسول ﷺ نے سکھائی وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ پاک کی طرف سے آنے والی وحی کی روشنی میں سکھائی۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النجم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى (4)

ترجمہ: میرا نبی اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا وہ جو کہتا ہے اللہ کی وحی ہوتی ہے۔

لہذا جو کچھ ہمیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے سکھایا وہ یقینا اللہ کی مرضی ہے، اس تعلیم کی پیروی سے اللہ راضی ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (31) (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: اے نبی! تم فرما دو، اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، (میری اتباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) اللہ آپ تمہارے ساتھ محبت فرمانے لگے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔ بے شک اللہ بڑا مغفرت فرمانے والا رحم کرنے والا ہے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے بعد وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اب اگر کوئی پیر ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے خلاف کسی کام کا حکم دیتا ہے تو ہمارا حق ہی نہیں، فرض بنتا ہے کہ ہم اس سے پوچھیں؛ وہ یہ حکم کس بنیاد پر دے رہا ہے۔ کیا اس کے پاس بھی اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے؟ یہ دعویٰ تو وہ کر نہیں سکتا کیونکہ وحی کا دروازہ بند ہو چکا۔ بڑی سے بڑی بات وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اسے الہام ہوا ہے، یعنی اس کے دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے۔

صوفی لوگوں کے دل سے اٹھنے والی ہر آواز اللہ کی طرف سے الہام نہیں ہوتا، شیطان کو بھی یہ طاقت عطا فرمائی گئی ہے کہ وہ ان کے دلوں میں وسوسہ اندازی کر سکے۔ اس لئے اولیاء اللہ کا ہمیشہ سے طریقہ کار یہ رہا ہے کہ وہ جو بات اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہوتی اسے اللہ کی طرف سے سمجھ کر قبول کر لیتے اور جو بات اس کے خلاف ہوتی اسے شیطان کی طرف سے سمجھ کر رد کر دیتے تھے۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں ہم غوث پاک کے نام سے جانتے ہیں، ان کا بڑا مشہور واقعہ ہے جسے **قَلَائِدُ الجَوَاهِر فی مَنَاقِبِ عَبْدِالْقَادِر** میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے: سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز کسی جنگل کی طرف نکل گئے جہاں آب و دانہ کا نام و نشان نہ تھا۔ آپ کئی روز تک

وہاں رہے حتیٰ کہ پیاس کا از حد غلبہ ہوا۔آپ کے سر پر بدلی کا ایک ایک ٹکڑا آیا اس سے کچھ تری ٹپکی ،جس سے آپ سیراب ہو گئے ۔اس کے بعد ایک روشنی نمودار ہوئی جس سے آواز آئی :اے عبدالقادر !میں تمہارا رب ہوں ۔میں نے تمام حرام باتیں تم پر حلال کر دیں۔ آپ فرماتے ہیں :میں نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر اسے دھتکارا تو اس کی روشنی معدوم ہوگئی اور وہ صورت دھوئیں کی شبیہ دکھائی دینے لگی ۔پھر اس صورت سے میں نے آواز سنی کہ اے عبدالقادر !تم نے اپنے علم اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرے مکر سے نجات پائی ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صاحب طریقت لوگوں کو گمراہ کر چکا ہوں ۔

غور کرنے پر آپ کو معلوم ہوگا کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جس چیز نے اعوذ باللہ پڑھنے پر مجبور کیا وہ یہ علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کے خلاف اللہ پاک کی طرف سے کوئی الہام نہیں ہوتا ۔اگر ایسی کوئی بات سامنے آئے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات کو بدلنے کا اختیار کسی پیر ،کسی مجتہد ،کسی مفتی ، کسی عالم کے پاس نہیں ہے ۔۔اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی مثال ایسے ہے جیسے ،کوئی چوہدری صاحب اپنے ڈیرے پر بیٹھ کر اعلان کر دیں کہ آپ کو بجلی کا بل معاف ۔کوئی بھی چوہدری صاحب کا اعلان سن کر بجلی کے بل کو معاف نہیں مانے گا ۔اس لئے کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ کسی چوہدری کے معاف کرنے سے بجلی کا بل معاف نہیں ہوتا ، یہ بجلی کے محکمے کے کسی افسر کا کام ہے ، چوہدری کا اختیار نہیں ہے ۔

جو پیر حضرات اپنے مریدین کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کے خلاف تعلیم دیتے

ہیں وہ اپنی حد سے تجاوز کرتے ہیں۔اپنے مریدین کو ایسے احکامات دیتے ہیں جن کا ان کے پاس اختیار ہی نہیں ہے۔ان کے کہنے سے شریعت کا کوئی حکم ساقط نہیں ہوتا۔

بارہواں سبق

ولی اللہ اور عامل میں فرق

کسی جاہل پیر کے کہنے پر نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو چھوڑ دینے کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک عامل اور ایک ولی اللہ میں فرق نہیں کر پا رہے۔اس فرق کو جاننا انتہائی ضروری ہے۔

ولی اللہ دو قسم کے ہیں؛ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی یاد میں اس طرح مستغرق ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے ظاہری ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں۔ایسے لوگوں کو مجذوب کہتے ہیں۔اپنے ہوش وحواس سے بیگانہ، اس طرح کے لوگوں پر شریعت کی پابندیاں لاگو نہیں ہوتیں۔ لہذا یہ لوگ شریعت کی پابندی نہ کر کے بھی اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا معاملہ الگ ہے۔

دوسری قسم کے ولی وہ ہیں جو اپنے ہوش وحواس میں ہوتے ہیں، ان کے لئے شریعت کی ساری پابندیاں ہیں، اس لئے یہ لوگ نبی پاک ﷺ کی شریعت کے دائرے میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔، شریعت کی حدود کو توڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔

جبکہ کچھ لوگ مختلف قسم کے چلے اور عملیات کر کے اپنے اندر کچھ ایسا کمال پیدا کر لیتے ہیں جس سے وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ کسی کے دل کی بات جان

لیں، دل کی طرف توجہ کریں اور دل کی حالت بدل جائے، کسی کو دم کریں تو بندہ تندرست ہو جائے، ایسے محیر العقول کام کر دکھائیں جنہیں دیکھ کر یہ نہ سمجھ آئے کہ ایسا کیونکر ہو گیا؟ ان لوگوں کی یہ محنت اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے نہیں بلکہ اپنے اندر کچھ ایسا کمال پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

آپ اس بات کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جس طرح ہمارے جسم میں طاقت کی جو حد اللہ پاک نے مقرر فرما رکھی ہے، جو بھی کوئی، مسلمان یا غیر مسلم اچھی غذا کھائے، مناسب قسم کی ورزش کرے وہ اپنی طاقت کو اس حد تک بڑھا سکتا ہے جو اللہ پاک نے مقرر فرما رکھی ہے۔ اسی طرح ہر روح میں طاقت کی ایک حد مقرر فرمائی گئی ہے۔ جو بھی، مسلم ہو یا غیر مسلم، روح کو اس کی غذا فراہم کرے، مناسب قسم کی ورزشیں کرے تو اپنی روح کی طاقت کو اس حد تک بڑھا سکتا ہے جو اللہ پاک نے مقرر فرما رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں فرماتا، جو بندے کی نیت ہوتی ہے اس کے مطابق اجر عطا فرما دیتا ہے۔

کسی شخص کے ولی ہونے کے لئے صرف اتنا کافی نہیں ہے کہ اس نے یہ مشقیں کر کے اپنے اندر کچھ کمال پیدا کر لیا ہے۔ ولایت نام ہے اللہ جل جلالہ کے ساتھ ایک خصوصی قرب کا، جس تک رسائی صاحب ہوش و حواس لوگوں کے لئے صرف اس صورت میں ممکن ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پر عمل پیرا بھی ہوں۔ ایسے لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے ذرہ برابر بھی ادھر ادھر ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ سنت نبوی کا ایک چلتا پھرتا نمونہ ہوتے ہیں۔

اگر کوئی صوفی کہلانے والا شریعت سے ہٹنے کے جذبات محسوس کرنے لگے تو

اسے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان بار بار یاد کرنا چاہیئے: اِنِ انْخَرَمَ فِيْكَ شَيْءٌ مِنَ الْحُدُوْدِ فَاعْلَمْ اَنَّكَ مَفْتُوْنٌ مُتَلَاعِبَةٌ بِكَ الشَّيَاطِيْنُ فَارْجِعْ اِلٰى حُكْمِ الشَّرْعِ وَالْزَمْهُ

اگر تجھے شریعت کی کوئی حد ٹوٹتی نظر آئے تو جان لینا کہ تو فتنہ میں پڑ گیا ہے اور شیطان تمہارے ساتھ کھیل کر رہا ہے۔ شریعت کے حکم کی طرف پلٹ اور اس کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔ (فتوح الغیب - چالیسواں مقالہ)

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری بنی نوع انسانی کے لئے نبی بن کے تشریف لائے ہیں۔ انسانوں کا ہر طبقہ، علمی شغف رکھنے والے، روحانیت کی طرف متوجہ لوگ، دنیوی کاروبار میں دلچسپی رکھنے والے، سبھی لوگ، اسی ایک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے رہنمائی لیں گے۔

اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔

سورۃ الاعراف 7 آیت نمبر 158

اے نبی! کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بنا کے بھیجا گیا) ہوں۔

اگر مولویوں کے لئے الگ اور صوفی کہلانے والوں کے لئے الگ الگ نبی ہوتے تو کہا جا سکتا تھا کہ مولوی لوگ اپنے نبی کی پیروی کرتے ہیں اور صوفی کہلانے والے اپنے نبی کی۔ لہٰذا ایک طبقہ نمازیں پڑھ پڑھ کے رب کو راضی کرتا ہے اور دوسرا ناچ گا کے۔

ایسا بھی نہیں ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے دو قسم کے طبقے تیار فرمائے ہوں، ایک نماز روزے والے اور ایک وہ جو شریعت کی پابندیوں سے آزاد۔ صحابہ کی ایک جماعت جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد پڑھ کے رب سے لو لگائے اور دوسری وہ جو ڈھول کی تھاپ پہ ناچ کے رب کو منائے۔

یہ کہنا بھی بہت بڑا ظلم ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ صرف عام قسم کے لوگوں کے لئے رہنمائی لے کے آئے تھے، خاص لوگوں کے لئے آپ ﷺ کے پاس کوئی لائحہ عمل نہ تھا۔

اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ کیا صحیح اور کیا غلط؟ اس کا صرف اور صرف ایک معیار ہے اور وہ ہے: نبی پاک ﷺ کی تعلیم اور ان کا طریقہ۔ یہ جاننے کے کے لئے کہ اللہ پاک کس بات سے خوش ہوتا ہے اور کس بات سے ناراض، صرف ایک ہی ذات کی طرف رجوع کرنا ہوگا جو ساری بنی نوع انسان کے لئے مرشد اعظم کا درجہ رکھتے ہیں۔

فقہ کی ترتیب و تدوین قرآن و سنت کے اصولوں سے رہنمائی لے کر کی گئی ہے اس لئے فقہ کی کتابوں میں جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی جو تفصیلات ہمیں ملتی ہیں انہیں بھی رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات قرار دیا جائے گا۔

اسی طرح آئمہ طریقت کا جو کلام قرآن و سنت کی تعلیمات سے اخذ شدہ ہے، یا کوئی ایسی بات جو کسی صوفی نے الہامی طور پر حاصل کی اور اس کی تائید قرآن و سنت کی تعلیمات سے ہوتی ہے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے ضمن میں آئے گا۔

ہر صاحب ہوش وحواس بندہ اس بات کا پابند ہے کہ اس کے نظریات اور اس کے کردار وعمل میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔ لہذا جو شریعت مطہرہ کا باغی ہو اور مختلف شعبدے دکھاتا نظر آئے، عامل تو ہوسکتا ہے اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا۔

تیرہواں سبق

کیا شریعت صرف عام لوگوں کے لئے ہے؟

''شریعت عام لوگوں کے لئے ہے'' یہ ماننا شیطان کے دیے ہوئے دھوکوں میں سے ایک بہت بڑا دھوکہ ہے۔ شریعت، نام ہے اس رہنمائی کا جو ہمیں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے فراہم فرمائی ہے۔ اسی کا نام دین اسلام ہے۔ یہ چند عبادات کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا ایک مکمل طریقہ ہے۔ شریعت کی تعلیم کا ایک شعبہ وہ ہے جو دل کی دنیا سے بحث کرتا ہے۔ جس میں یہ بحث چلتی ہے کہ دل میں کس طرح کے رجحانات ہونے چاہییں، کس طرح کے جذبات واحساسات سے دل معمور ہونا چاہیے، اور کس طرح کی سوچوں سے دل کو پاک ہونا چاہیئے۔

جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امت مسلمہ کی تعلیم کے لئے بڑے ادب سے سامنے بیٹھ کر سوالات کیے۔ پہلا سوال اسلام کے بارے میں تھا۔ جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی توحید اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت کی گواہی دو، نماز پڑھو،

زکوٰۃ ادا کرو اور اگر توفیق ہو تو حج کرو۔ دوسرا سوال ایمان کے بارے میں تھا جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، اس کے صحیفوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت پر اور ہر خیر و شر کے اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان رکھو۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ احسان کیا ہے؟ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت اس حال میں کرو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس حال کو نہ پا سکو تو اللہ تعالیٰ تو تم کو یقینا دیکھ رہا ہے۔ صحیح مسلم کتاب الایمان

صوفیاء کی تعلیم، شریعت اسلامیہ کا وہ شعبہ ہے جو بندے کو درجہ احسان تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے، یہ شریعت سے جدا کسی چیز کا نام نہیں، شریعت ہی کا ایک حصہ ہے۔

شریعت کا لفظ ایک اور معنی میں بھی صوفیاء کے ہاں استعمال ہوا ہے، اسی کو غلط انداز میں لے کر جاہل لوگ شریعت سے بغاوت کرتے ہیں۔ صوفیاء نے روحانی سفر کے چار درجے گنوائے ہیں۔ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت۔

شریعت سے مراد، قرآن وسنت کے ظاہری احکام، طریقت ان کے باطن کا نام، شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے قلب و ذہن پر مرتب ہونے والے اثرات سے یقین کی دولت نصیب ہوتی ہے یقین کی اس دولت کو حقیقت کا نام دیتے ہیں اور معرفت سے مراد اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے۔ گویا شریعت کا لفظ راہ حق پہ راستہ طے کرتے ہوئے پہلے قدم کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

بعض صوفیاء نے اس کی وضاحت کچھ یوں فرمائی ہے کہ شریعت دودھ ہے، طریقت دہی ہے، حقیقت مکھن اور معرفت اس سے حاصل ہونے والا خالص گھی۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس کے پاس دودھ ہی نہیں وہ دہی، مکھن اور گھی

کہاں سے حاصل کرے گا۔

چودہواں سبق

صوفیاء کے وہ معمولات جنکا رواج پہلے نہ تھا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن اور سنت کی شکل میں تمام بنیادی اصول اور ضابطے تفصیل کے ساتھ بتا دیے۔ان ضابطوں کی روشنی میں گزرتے ہوئے وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اگر کوئی نئی بات شروع کی جاتی ہے تو دین میں اس کی پوری پوری گنجائش موجود ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

{صحیح مسلم كِتَابُ الْحُدُودِ بَابُ نَقْضِ الأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ، وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الأُمُورِ

صحیح بخاری كِتَابُ الصُّلْحِ بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ }

جو کوئی ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات رائج کرے جس کی کوئی اصل دین میں موجود نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نئی باتوں کو دو حصوں میں تقسیم فرما دیا؛

وہ جو اسلام کے اصولوں کے مطابق ہیں اور وہ جو ان اصولوں سے کے خلاف ہیں۔مردود صرف وہ جو اسلامی اصولوں سے ٹکرانے والی چیزیں ہوں۔

نئی باتیں،عوام رائج کریں ، علماء کریں یا صوفیاء سب کے لئے ایک ہی پیمانہ ہے؛

جو نیا کام تین شرائط پوری کرے اسے اچھا قرار دیا جائے گا اور جس میں کوئی ایک بھی شرط پوری نہ ہو اسے غلط کہیں گے۔

۱۔ اس کام کی کوئی اصل دین اسلام کے اندر موجود ہو۔

۲۔ اسے کرنے کا انداز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو۔

۳۔ اسے کرنے سے کوئی سنت طریقہ نہ چھوٹ رہا ہو۔

مگر ایسا کوئی بھی کام جس کی کوئی اصل دین میں نہ ہو یا اصل تو ہو مگر اس کام کے کرنے کا طریقہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہو یا اس کے کرنے سے کوئی سنت چھوٹتی ہو، تو ایسے کام کر کے ایک صاحب ہوش وحواس بندہ اپنی طرف سے رب کو منانے کی لاکھ کوشش کرے، رب راضی نہیں ہوتا۔

صوفیاء کرام نے دل کے تعلق کو اپنے رب کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے مختلف معمولات اختیار فرمائے۔ ہر وہ معمول جو مذکورہ بالا تین شرائط پر پورا اترتا ہے اس کے ادا کرنے میں برکات ہیں۔ تاہم جاہل پیروں کی ایجاد کردہ بہت ساری رسومات ایسی ہیں کہ اگر اللہ جل جلالہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ادا کی جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفرت سے منہ پھیر لیں۔ ایسی ہر حرکت اور ہر رسم سے اپنے آپ کو دور رکھنا ضروری ہے۔

ہمارا بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم کسی کو ولی اللہ مان لیتے ہیں اور پھر یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ ایک ولی جو چاہے کرے اس کے لئے سب جائز ہے، صرف اس کے لئے جائز نہیں بلکہ وہ اپنے مریدین کو بھی جو چاہے کرنے کا حکم دے سکتا ہے۔ لوگ اس بات پہ غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ قرآن وسنت میں کوئی ایسی دلیل

نہیں ملتی جس سے اس سوچ کو درست قرار دیا جا سکے۔

آپ ایک بندے کے پاس گئے، اس نے دم کیا آپ تندرست ہو گئے، اس نے کہا: جا تیرا کام ہو جائے گا، آپ کا کام ہو گیا، اس نے آپ کی دل کی بات جان لی، اس کی دعا سے آپ کے ڈھیر سارے کام پورے ہو گئے آپ کی اس بندے کے ساتھ عقیدت بنی اور آپ نے اسے ولی اللہ مان لیا۔

اب اگر وہ آپ کو کوئی ایسا کام کرنے کا حکم دے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے اور آپ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے سوال کریں: اے میرے مالک! میرا ماننا یہ ہے کہ یہ بندہ تیرا ولی ہے،۔ اب ایک طرف تیرے نبی کا فرمان ہے اور ایک طرف اس ولی کا؟ کس کی بات مانوں، کس کی چھوڑوں؟ اگر آپ کے بُرے دن شروع نہیں ہو رہے، تو دل اپنے رب کی طرف سے آتی ہوئی جو آواز سنے گا وہ یہ ہو گی؛

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب ۳۳۔۔آیت نمبر ۲۲)

بے شک تمہارے لئے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

ایک دھوکہ مجذوب لوگوں کی وجہ سے بھی ہو رہا ہے۔ ایسے لوگوں کی اپنے رب کی طرف کشش میں اگر کمی بھی آئے اور سمجھدار لوگوں کی طرح کی باتیں کریں تو بھی ان کی سمجھ بوجھ اس درجے کی نہیں ہوتی جس پر شریعت کی پابندیاں لگتی ہیں۔ ایسے لوگ اپنے حال میں مست رہتے ہیں، وہ لوگوں کو بیعت نہیں کرتے، اپنا سلسلہ آگے نہیں بڑھاتے۔ ایسے لوگوں کی اتباع نہیں ہوتی۔

نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں صوفیاء کے صرف ان معمولات کی پیروی کرنی چاہیے جو

شریعت مطہرہ کے اصولوں کے مطابق ہیں، ہر وہ معمول جو شریعت کے خلاف ہے اس سے دور رہنا ضروری ہے۔

پندرہواں سبق

پیران عظام دلوں کی پاکیزگی کا سامان کیسے فراہم کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **وَيُزَكِّيهِم** کی شان دے کر بھیجا۔یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے دلوں کی پاکیزگی کا سامان مہیا کیا۔، جب اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ دلوں کی پاکیزگی کے اس عمل میں کن چیزوں نے بنیادی کردار ادا کیا؟ تو مندرجہ ذیل چیزیں سامنے آتی ہیں؛

۱۔فیض صحبت، ۲۔کلمات نصیحت، ۳۔اوراد و وظائف، ۴۔ دعائیں اور روحانی توجہات، ۵۔روحانی تصرفات

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے پیران عظام حضرات بھی یہی لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں۔

۱۔فیض صحبت:

کسی ایسے بندے کے پاس تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جانا جس کا دل ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے، روحانی طور ایک بندے کو بڑا امیر بنا دیتا ہے۔آپ دل میں عقیدت کے جذبات لئے کسی اللہ کے بندے کی بارگاہ میں تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائیں، نہ آپ کوئی سوال کریں نہ وہ کچھ بولیں، بس تھوڑی دیر بیٹھ کے آجائیں،

آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے دل میں ایک تبدیلی آ چکی ہے۔

جس طرح مقناطیس کے اردگرد ایک مقناطیسی میدان بنتا ہے اور جب کوئی مقناطیس بننے کی صلاحیت رکھنے والی شے اس میدان میں داخل ہوتی ہے تو مقناطیس کے اثرات اس پہ پڑتے ہیں اور اس میں بھی مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح جہاں کوئی اللہ کا ذاکر بندہ بیٹھتا ہے وہ فضا اپنے اندر کچھ ایسے اثرات رکھتی ہے کہ جس کے دل میں کچھ بھی نیکی ہے وہ اس ماحول میں آتے ہی اپنے دل میں یاد خداوندی محسوس کرنے لگتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے: خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ الله۔
اللہ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں کہ جب ان کے چہرے پر نظر پڑتی ہے تو خدا یاد آ جاتا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح ۔ کتاب الآداب بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيبَةِ وَالشَّتْمِ الفصل الثالث)

۲۔کلمات نصیحت:

کہتے ہیں: دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ جو لوگ اپنے علم پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں جب وہ کچھ کہتے ہیں تو بات دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی ہے اور ممکن ہے کہ ان کی زبان سے نکلا ہوا ایک جملہ زندگی کا رخ بدلنے کے لئے کافی ثابت ہو۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کشف کی صلاحیت عطا فرما رکھی ہوتی ہے وہ دل کی کیفیات کو پڑھ لیتے ہیں اور ہر کسی کے حال کے مطابق نصیحت کر دیتے ہیں۔ کچھ

شیوخ ایسے ہوتے ہیں کہ جب کوئی مرید سامنے آکر بیٹھتا ہے تو ان کے دل میں کوئی بات آتی ہے اور اکثر وہ اس مرید کے حال کے مطابق ہوتی ہے۔ ایسے لوگ بغیر کچھ پوچھے، ویسے ہی کچھ ارشاد فرمادیتے ہیں۔ جن شیوخ کو اس طرح کی صلاحیت نہیں ملتی ان کی خدمت میں اپنا حال خود بیان کرنا پڑتا ہے اور پھر وہ اس کے مطابق کچھ تلقین کرتے ہیں۔

جب کبھی کسی اللہ والے کی بارگاہ میں حاضری کا موقعہ ملے تو اگر آپ کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کریں ورنہ خاموشی اختیار رکھیں اور ان کے ملفوظات کو بڑی توجہ سے سنیں۔ وہ کوئی نصیحت کردیں تو بہتر ورنہ ان کی خدمت میں گزارش کریں کہ آپ کے حسب حال کچھ فرمادیں۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور نان سٹاپ شروع ہوجاتے ہیں، کبھی اپنے تجربات، کبھی حالات حاضرہ کبھی سیاست اور کبھی کسی اور موضوع پر جس کا اس دنیا میں کوئی فائدہ نہ آخرت میں۔ یوں پیر صاحب کی رہنما باتیں جو دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے کام آنے والی شے تھیں ان سے خود بھی محروم ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی محرومی کا باعث بنتے ہیں۔

۳۔اورادووظائف:

کچھ اوراد اور وظائف ایسے ہیں جن سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے، دل پر چھائی ہوئی تاریکی ختم ہونے لگتی ہے اور دل میں نور پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ جب یہ وظائف کسی باعمل شخصیت کے بتانے سے کئے جاتے ہیں تو ان کا اثر اور بھی زیادہ

ہو جاتا ہے۔مختلف سلاسل میں ذکر و مراقبات کی مختلف ترکیبیں مروج ہیں۔ان ترکیبات کے ساتھ ساتھ مریدین میں سے ہر ایک کے احوال کے مطابق کچھ اذکارومراقبات تجویز کئے جاتے ہیں۔

۵۔روحانی تصرفات:

بعض پیر حضرات کواللہ تعالیٰ روحانی تصرف کی قوت عطافرمادیتا ہے۔ایسے لوگ اس طاقت کااستعمال کر کے دل کی دنیامیں ایک انقلاب بپا کرسکتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک بار مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک آدمی آیا اس نے تلاوت شروع کی اس کا لہجہ حضرت ابی کے لہجہ سے مختلف تھا، ایک اور آیا اس نے ایک اور لہجہ میں تلاوت کی، یہ ان دونوں کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے قرآن آپ سے سیکھا، یہ آدمی اور طریقے سے پڑھتا ہے اور یہ دوسرا اور طریقے سے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا: پڑھ کے سناؤ۔ایک نے پڑھا،فرمایا:تم نے صحیح پڑھا، دوسرے نے پڑھا،فرمایا:تم نے بھی صحیح پڑھا۔ابی فرماتے ہیں: میرے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے (معاذ اللہ) جھوٹا ہونے کا وسوسہ پیدا ہوا، اتنا زبردست کہ جاہلیت میں بھی ایسا نہ تھا۔

آپ ﷺ نے میرے دل کی کیفیت کو جان کر میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ ہاتھ لگنے کی دیر تھی کہ **فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَرَقًا** میرا پورا جسم پسینے میں بھیگ گیا اور مجھے ڈر کے مارے یوں لگا جیسے میں اللہ کو

اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ (وہ وسوسہ دور ہو گیا) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سات مختلف لہجوں میں پڑھنے کی اجازت عطا فرما رکھی ہے۔

{صحیح مسلم كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ وَبَيَانِ مَعْنَاهُ}

سولھواں سبق

قرب خداوندی کی تمنا رکھنے والوں کے لئے خصوصی ہدایات

۱۔ پیر و مرشد اللہ پاک کی طرف سے روحانی فیوض و برکات کے حصول کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ تعلق بڑا نازک ہوتا ہے۔ اگر بجلی کے تار کا کنکشن ٹوٹ جائے تو کرنٹ ختم ہو جاتی ہے۔ کنکشن میں زنگ وغیرہ کی آمیزش ہو جائے تو بجلی پورے طور پر نہیں ملتی۔ اپنے پیر کے ساتھ آپ کی عقیدت میں گڑبڑ آپ کو روحانی فیوض و برکات سے محروم کر سکتی ہے۔

۲۔ اپنے شیخ کے ساتھ اپنے رشتے کو مضبوط سے مضبوط تر رکھیں، پیر و مرشد کے ساتھ محبت آپ کے دل میں اللہ پاک اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے جذبے پیدا کرتی اور انہیں جوان کرتی ہے۔ وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں صرف اس نیت سے کہ ان کی زیارت کرنی ہے، ان کی صحبت سے کچھ روحانی فیض حاصل کرنا ہے، حاضری کو یقینی بنانے کی کوشش کرتے رہیں۔ اگر جسمانی طور پر حاضری ممکن نہ ہو تو ٹیلیفون کے ذریعے اپنی

حاضری کو یقینی بنائیں۔

۳۔ اپنے پیرو مرشد کا حد درجہ ادب کریں۔ یہ ادب ان کی شخصیت کا نہیں، ان کے کسی کمال کا نہیں بلکہ ان کے اللہ جل جلالہ کے ساتھ تعلق کا ہوتا ہے۔ ان کے پاس حاضر ہوں تو ادب سے ملیں، با ادب ہو کر بیٹھیں۔ جب وہ گفتگو کر رہے ہوں تو پوری توجہ سے سنیں۔فون پر بات کریں تو بھی ایک ایک لفظ سے ادب کے جذبات ٹپکتے نظر آئیں۔

۴۔ پیر صاحب کی طرف سے جو نصیحت موصول ہو اسے پلے باندھ لیں اور فورا اس پر عمل شروع کر دیں۔ وہ کچھ پڑھنے کو دیں تو اسے کبھی نہ چھوڑیں۔ پوری باقاعدگی کے ساتھ اسے پڑھتے رہیں۔عمل میں تاخیر ناقدری کی علامت ہے جس سے بندہ بہت ساری محرومیوں کا شکار ہوتا ہے۔

۵۔ اس دور میں بہت سارے پیر قرآن وسنت کے علم سے خالی ہیں۔ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے مریدین کو ایسی باتوں کا حکم دیتے نظر آتے ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے صریحا خلاف ہیں، مثلا: نماز نہ پڑھو، روزہ نہ رکھو، حج کے لئے جانے کی ضرورت نہیں وغیرہ۔

ہم پیر کی خدمت میں اس لئے نہیں جاتے کہ وہ ہمیں ہمارے کریم آقا ﷺ کے دروازے سے دور لے جائیں، حاضر ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اللہ پاک کے قرب کی منزل کی طرف لے جائیں۔لہذا اگر کوئی پیر کوئی ایسا حکم دے تو یہ ضابطہ سامنے رکھیں: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ جب کسی مخلوق کی بات ماننے سے خالق کی

نافرمانی لازم آتی ہوتو مخلوق کی بات نہیں مانی جائے گی۔

۶۔ اکثر لوگ اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں اس وقت حاضر ہوتے ہیں جب انہیں کسی مشکل صورتحال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہوتا ہے۔دعا کروائیں گے، تعویذ لیں گے اور بس۔ حالانکہ پیر صاحب کی بارگاہ سے رب تعالیٰ کی بہت بڑی عطا کے ملنے کا سامان ہوسکتا ہے اور وہ ہے دل کی پاکیزگی۔ دعائیں کروانے کے ساتھ ساتھ اس مقصد کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔انہیں اپنی دلی کیفیات کے بارے میں بتائیں تاکہ وہ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے جذبات بھرنے کا سامان کریں اور آپ اپنے رب کے سچے بندے بن سکیں، وہ سچے بندے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (سورۃ المنافقون 63 آیت نمبر 8) اللہ کے لئے ہیں ساری عزتیں اوراس کے رسول کے لئے ہیں اور ایمان والوں کے لئے ہیں۔

۷۔خود بولنے کی بجائے اپنے پیرومرشد کی رہنما باتیں سنیں،کوئی ایسا سوال کریں ،کوئی ایسی بات پوچھیں،جس سے آپ کو فائدہ پہنچے اور وہاں بیٹھے دوسرے لوگوں کا بھی بھلا ہو

۸۔ عام طور پہ دیکھا گیا ہے عورتیں پیر حضرات کی خدمت میں خوبصورت لباس زیب تن کئے،میک اپ کر کے جاتی ہیں۔ یہ میک اپ اور خوبصورتی کا اظہار اپنے خاوند کے لئے ہوتا ہے۔پیر صاحب کی بارگاہ میں باپردہ حاضر ہونا چاہیے۔

۹۔ بعض عورتیں کسی محرم کے بغیر اکیلی جاتی ہیں اوران کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ پیرصاحب سے تخلیہ میں بات کریں۔اگرکوئی ایسی ہی بات ہوجوکسی اور کی موجودگی میں نہیں کی جاسکتی تواس بات کویقینی بنانا ضروری ہے کہ ایسی تنہائی نہ ہوجوشریعت مطہرہ میں منع ہے۔پیرصاحب باپ کی جگہ ہوتے ہیں لیکن رشتہ داری کے اعتبار سے محرم نہ ہوں توصرف پیری مریدی کے رشتہ سے وہ محرم نہیں بنتے۔

۱۱۔ اپنے شیخ سے دعا کروانے کی بجائے دعا لینے کی کوشش کریں۔جب آپ ان کے سامنے اتنا پاکیزہ طرزعمل پیش کریں گے کہ وہ ''میرا مرید'' کہہ کر آپ کا تعارف کرواتے ہوئے فخر محسوس کریں تو دعا کی درخواست کی ضرورت نہیں ہوگی۔ان کا دل خودبخود دعائیں دیتا رہے گا۔

ستارہواں سبق

گمراہی کی دو بنیادی وجوہات

سوال یہ ہے کہ جب ہم جانتے ہیں بھلائی اچھے کام کرنے میں ہی ہے، برے کاموں کا نتیجہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بہت برا ہوتا ہے،تو ہم اچھے کام چھوڑکر برے کاموں میں کیوں لگ جاتے ہیں؟

جواب بڑا سیدھا سا ہے۔ یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ اللہ جل جلالہ نے ہمارے امتحان کی خاطر کچھ ایسی چیزیں پیدا فرمارکھی ہیں جن کی وجہ سے بندہ سیدھی راہ سے بھٹک سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضایہ ہوا کہ لوگوں کو جائز ناجائز کی حد

بندی سکھا دی جائے اور پھر انہیں اختیار دے دیا جائے، وہ اپنی مرضی سے جس راہ کو چاہیں منتخب کر لیں۔ یہ حد بندی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء بھیج کر سکھا دی اور لوگوں کو خبردار کر دیا کہ سیدھی راہ سے ہٹانے والی چیزوں سے بچ کے رہنا۔

انسان کی گمراہی کا سبب بننے والی چیزیں بنیادی طور پر دو ہیں؛

۱۔شیطان ۲۔نفسانی خواہشات

ایک ہے وہ بڑا شیطان جس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور مردود رجیم قرار دے کر جنت سے نکال دیا گیا۔جس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ کہا تھا کہ تیری مخلوق کو گمراہ کرنے کے لئے ہر حیلہ اختیار کروں گا۔

اس کے ساتھ ساتھ اس کے بہت سارے ایجنٹ ہیں۔ یہ ایجنٹ جنوں میں بھی ہیں اور انسانوں میں بھی۔**سورۃ الناس میں من الجنة والناس** کہہ کر اس کی طرف اشارہ فرما دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ہر انسان کے ساتھ ایک جن شیطان مقرر ہے جو اس کے دل میں برے وسوسے ڈالتا ہے۔ جن اور انسان شیاطین کی یہ جماعتیں ہر وقت انسان کو سیدھی راہ سے بھٹکانے کی فکر میں لگی رہتی ہیں۔

ایک حدیث ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ« قَالُوا: وَإِيَّاكَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: »وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ« فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ »وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ

وَقَرِينُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ

«صحيح مسلم كتاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ بَابُ تَحْرِيشِ الشَّيْطَانِ وَبَعْثِهِ سَرَايَاهُ لِفِتْنَةِ النَّاسِ وَأَنَّ مَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ قَرِينًا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک جن ساتھی مقرر فرما رکھا ہے، لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ میرا فرمانبردار ہو چکا، کسی غلط بات کا مشورہ دیتا ہی نہیں۔

اس حدیث کی ایک دوسری روایت بتاتی ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک جن شیطان کے ساتھ ساتھ ایک ایک فرشتہ بھی مقرر ہے۔ ظاہر ہے کہ فرشتہ انسان کے دل میں اچھی باتیں ڈالتا ہے۔

قرآن پاک نے جہاں آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ بیان فرمایا ہے، شیطان کے سجدے سے انکار، اور اس کے اس چیلنج کا ذکر فرمایا ہے کہ شیطان نے اللہ کی بارگاہ میں کہا:

ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (17) سورة الاعراف آیت نمبر ١٧

پھر میں ان کے سامنے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا، دائیں سے آؤں گا، بائیں سے آؤں گا اور تو اکثر لوگوں کو شکر کرنے والوں میں سے نہیں پائے گا۔

ان مقامات پر شیطان کے طریق کار کی طرف بھی اشارے ملتے ہیں۔ اس کا بنیادی طریق کار یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں لمبی لمبی آرزوئیں پیدا کرتا ہے اور

ان کی خواہشات کو بنا سنوار کر پیش کرتا ہے۔ لوگ اپنی خواہشات کے ہاتھوں اندھے ہو جاتے ہیں۔وہ انہیں کسی بھی قیمت پر پورا کرنا چاہتے ہیں۔اور وہ سیدھی راہ سے بھٹک جاتے ہیں۔

گویا شیطان کا بنیادی ہتھیار جس سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے، ان کی خواہشات ہیں۔

اٹھارہواں سبق

شیطان کی چالیں:

شیطان کی کوششیں ان تھک ہیں، وہ بندے کے پیچھے لگتا ہے اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ اسے جہنم میں پہنچا کے دم لے۔اس مقصد کے لئے اس کی چالیں کچھ اس طرح ہوتی ہیں:

ا۔نیک اعمال سے روکنا

جب کوئی بندہ نیک عمل کرنا چاہتا ہے تو یہ حیلے بہانے سے روکتا ہے۔مثلا نماز کا وقت ہے، بندہ اٹھنا چاہتا ہے، یہ وسوسہ ڈالتا ہے: ابھی کافی وقت پڑا ہوا ہے، ٹھہر کے پڑھ لیں گے۔ مہمان آگئے، یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اب اگر تو نماز پڑھے گا تو مہمانوں کو وقت نہیں دیا جا سکے گا۔اور یوں ہم اپنی سستی یا بندوں کو راضی کرنے کے لئے اپنے رب کو ناراض کر بیٹھتے ہیں۔کسی کام میں تاخیر اور پھر اس سے غافل بنا دینا یہ شیطان کا ایک حربہ ہے۔

ب۔ نیت کو خراب کرنے کی کوشش

جب ہم نہیں رکتے اور وہ اچھا کام کرنے پر تل جاتے ہیں تو اس کا دوسرا حملہ ہماری نیت پر ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بندے کو اجر تو ملنا ہے صرف ان کاموں پر جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کئے گئے۔اس بندے کی نیت کو خراب کر دو۔ جب یہ کسی دنیوی فائدے کے لئے عمل کرے گا یا دنیا کے کسی بندے کو خوش کرنے کے لئے کرے گا تو اس کے اعمال خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں اسے آخرت میں کوئی فائدہ نہیں دیں گے اور یوں یہ بندہ برباد ہو جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے روز سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ ہوگا جب اسے لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا،تو وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ،تو جھوٹا ہے۔تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کے دوزخ کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

پھر اس شخص کو لایا جائے گا جس نے علم سیکھا ،سکھایا اور قرآن پڑھا۔اللہ

تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ، وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، میں نے تیری رضا کی خاطر علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن کریم پڑھا۔ اللہ فرمائے گا: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، تو جھوٹا ہے۔ تو نے علم اس لئے سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ تاکہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ کہہ دیا گیا۔ اس کے بارے میں بھی حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر ایک مالدار آدمی کو لایا جائے گا جسے اللہ نے مال میں وسعت عطا کی ہو گی اور ہر طرح کے مال سے نوازا ہوگا، اسے لاکر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی، وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، میں نے کوئی ایسی جگہ جہاں خرچ کرنا تجھے پسند ہے نہیں چھوڑی مگر وہاں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، تو جھوٹا ہے۔ تو نے ایسا اس لئے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم كِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ اسْتَحَقَّ النَّارَ)

شہید کی بڑی شان ہے، خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے جنت میں اپنا

مقام دیکھ لیتا ہے، عالم کی بڑی شان ہے، دنیا کی ہر شے یہاں تک کہ پانی کی گہرائیوں میں مچھلیاں اوراپنے اپنے بلوں میں چیونٹیاں اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں،سخی اللہ کو بڑا پیارا ہے مگر یہ لوگ کیوں برباد ہوئے؟اس لئے کہ نیت میں خلوص نہ تھا۔

نیت میں خلوص نہ ہوتو یہ ذلت ورسوائی اور عذاب مقدر ہے اور جب خلوص آجائے تو محض نیت سے ہی ثواب مل جاتا ہے اگرچہ عمل کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے،فرمایا: مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں، کہ جتنا ثواب تمہیں اس سفر اور اس سفر کی مشقت اٹھانے پر مل رہا ہے اتنا ثواب انہیں بھی دیا گیا ہے۔وہ جہاد کے لئے نکلنا چاہتے تھے مگر عذر کی بنا پر ایسا نہ کر سکے۔
(صحیح مسلم کِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ ثَوَابِ مَنْ حَبَسَهُ عَنِ الْغَزْوِ مَرَضٌ أَوْ عُذْرٌ آخَرُ)

ایک اور حدیث بھی پیش نظر رکھ لیں: فرمایا:

مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ، بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ
(صحیح مسلم کِتَابُ الْإِمَارَةِ بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى)

جس نے صدق دل سے اللہ تعالی سے شہادت طلب کی وہ اگرچہ اپنے بستر پر مرے،اٹھایا شہید لوگوں میں جائے گا۔

ج۔نیک اعمال کے ثواب سے محروم کرنے کی کوشش

بندہ شیطان کے وسوسے سے نیک عمل کرنے سے رکتا نہیں،نیت بھی اچھی

رکھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اب شیطان کوشش یہ کرتا ہے کہ جو کمائی اس بندے نے کی وہ برباد ہو جائے اور اس کے نامہ اعمال سے یہ سارا ثواب مٹ جائے۔

نیک اعمال کی بربادی کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ صرف ایک لمحے میں ساری کمائی لٹ جاتی ہے اور بندے کے نامہ اعمال میں نیکی نام کی کوئی شے باقی نہیں رہتی۔ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی بندہ اپنی زبان سے کوئی کفریہ کلمہ کہہ دے۔ یا اپنے عمل سے کوئی ایسا کام کرے جس سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے۔ مثلاً قرآن پاک کی کسی آیت کو جھٹلا دینا، اللہ پاک یا اس کے رسول ﷺ کی شان میں ادنی سی گستاخی،

۲۔ کچھ نیک اعمال ضائع ہوتے ہیں، باقی اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ بندہ کسی کے ساتھ کی ہوئی نیکی پر احسان جتانا شروع کر دے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

سورة البقره آیت نمبر 260

اے ایمان والو! احسان جتا کر اور اپنی کسی نیکی کی وجہ سے ایذا پہنچا کر اپنے صدقات کو ضائع مت کرو، اس آدمی کی طرح جو اپنا مال دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

ہوتا یہ ہے کہ آپ کسی کے ساتھ ایک عرصہ حسن سلوک کرتے رہتے ہیں اور پہاڑوں سے بھی زیادہ ثواب کما لیتے ہیں۔ شیطان کو یہ بات گوارا نہیں ہوتی ۔ وہ وسوسہ اندازی کرتا ہے، جس کے ساتھ آپ نے کوئی نیکی کی وہ آپ کی بات نہیں مانتا، یا آپ کے سامنے گستاخانہ لہجہ میں بات کرتا ہے ۔آپ غصے میں آ جاتے ہیں اور شروع ہو جاتے ہیں: یاد ہے فلاں وقت تیرے بچوں کے پاس کپڑے نہیں تھے، میں نے لے کر دیئے ، یاد ہے بیٹی کی شادی کے لئے تمہارے پاس کچھ نہیں تھا اور یہ میں تھا جس نے اتنا انتظام کیا، آپ بولتے چلے جاتے ہیں، اور نامہ اعمال سے ثواب مٹتا چلا جاتا ہے۔سالوں کی کمائی جو جنت میں اعلی مقام پر فائز ہونے کا ذریعہ بن سکتی تھی چند لمحوں میں، چند جملے بول کو برباد کر لیتے ہیں۔

د۔آخرت میں آپ کی کمائی دوسروں کو دلوانے کی کوشش

شیطان کے وسوسے کے نتیجے میں آپ نیک عمل سے نہیں رکے، اچھی نیت سے اعمال سرانجام دیتے رہے، احسان جتا کر ثواب ضائع کرنے سے بچے رہے، کفریہ کلمات، یا کوئی ایسا کفریہ کام کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا کے رکھا جو سارے اعمال کی بربادی کی وجہ بن سکتا ہے تو شیطان کی ایک اور چال ہوتی ہے، وہ کچھ ایسا کرتا ہے کہ آپ اس خوش فہمی میں رہیں آپ کے پاس بڑا کچھ ہے مگر کل بروز قیامت وہ آپ کے کام نہ آئے بلکہ آپ کے وہ نیک اعمال کسی دوسرے کو دے دیے جائیں اور اگر آپ کے اپنے اعمال ختم ہو جائیں تو دوسروں کے گناہ اٹھا اٹھا کر اس کے کھاتے میں ڈال دئے جائیں اور بالآخر گھسیٹ کے ردوزخ کی آگ میں

پھینک دیا جائے۔

یہ اس وقت ہوتا ہے جب ہم حقوق العباد کا خیال نہ کرتے ہوئے، کسی کی جان، مال یا عزت وآبرو کو کوئی ناحق نقصان پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سوال فرمایا: أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، ہم مفلس اسے سمجھتے ہیں جس کے پاس کوئی پیسہ اور کوئی سامان نہ ہو۔ فرمایا: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، میری امت کا مفلس وہ ہے جو میدان قیامت میں بہت سی نمازیں، روزے، اور زکوۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان باندھا ہوگا، کسی کا مال ناحق کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔

فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، تو اس کی کچھ نیکیاں ایک کو دے دی جائیں گی اور کچھ دوسرے کو فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ « اور اگر اس سے پہلے کہ لوگوں کے حقوق پورے ہوں اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو دوسروں کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈالے جائیں گے اور پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

صحیح مسلم كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالآدَابِ بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ

انیسواں سبق

شیطان کا ہتھیار

شیطان یہ ساری کاروائیاں ڈالنے کے لئے جس چیز کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہے وہ ہماری خواہشات ہیں۔ انسان جب کبھی جو کوئی بھی گناہ کرتا ہے اور اس زمین پر جتنا بھی فساد پیدا ہوتا ہے اس کے پیچھے انسان کو عطا کی گئی دو قوتوں میں سے ایک نہ ایک ضرور کام کر رہی ہوتی ہے۔

۱۔ کچھ حاصل کرنے کی خواہش۔ ۲۔ غصہ

اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر بہت ساری خواہشات پیدا فرما رکھی ہیں۔ یہی خواہشات اس جہان کی آبادی کا سامان ہیں اور یہی بربادی کی وجہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ایک حد مقرر فرمائی ہے۔ جب تک یہ خواہشات اس حد کے اندر رہ کر پوری ہوں یہ اچھی ہیں مگر جب یہ اس حد سے آگے بڑھنے لگیں تو یہی خواہشات بری ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور ایک مرد کی عورت کی طرف رغبت اگر بیوی کی حد تک ہے تو اسلامی نقطہ نظر سے بڑی پسندیدہ چیز ہے لیکن کسی غیر عورت کی طرف ہو جائے تو بہت بری۔

شیطان جب کسی بندے کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو کچھ ایسا کرتا ہے کہ ہماری خواہشات ہمارے کنٹرول میں نہ رہیں۔ اس مقصد کے لئے وہ دو طریقے استعمال کرتا ہے۔

۱۔ وہ کسی خواہش کو اتنا بنا سنوار کر بندے کے سامنے پیش کرتا ہے کہ وہ اس خواہش کو کسی بھی قیمت پر پورا کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اپنی

خواہش کے ہاتھوں اندھا انسان، اپنے پیدا کرنے والے اور بے شمار نعمتیں عطا کرنے والے کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر حرام کام کرتا چلا جاتا ہے۔

۲۔ وہ انسان کے دل میں انہونے قسم کے خوف پیدا کرتا ہے، اگر ایسا نہ ہوا تو؟ اگر یہ خواہش پوری نہ ہوئی تو؟ سچی بات یہ ہے کہ اگر انسان ٹھنڈے دل سے غور کرے کہ اگر ایسا نہ ہوا تو کیا ہوگا؟ یا اگر یہ خواہش پوری نہ ہوئی تو کیا ہوگا؟ تو اکثر معا ملات میں اس نتیجے پر پہنچے گا کہ کوئی اتنا بڑا نقصان تو نہیں ہونے والا۔ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ نماز کے بعد دل میں وسوسہ آتا ہے؛ فوراً یہاں سے نکلنا چاہیے ورنہ پتہ نہیں کیا ہوجائے گا؟ گھر آکر جائزہ لیں کہ اگر مسجد میں بیٹھ کر تھوڑی دیر فرشتوں کی دعائیں لے لیتا تو کیا نقصان تھا، جس کا مجھے سامنا کرنا پڑ سکتا تھا؟ تو سمجھ آتی ہے کہ یہ شیطانی چال تھی۔

بندے کی توجہ اس طرف نہیں جاتی اور وہ کسی معمولی سے معمولی نقصان کے خوف کو بھی اپنے آپ پر اتنا مسلط کر لیتا ہے کہ گھناؤنے سے گھناؤنا جرم کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔

اسی طرح ہماری کسی خواہش کے پورا ہونے کی راہ میں جب کوئی رکاوٹ آتی ہے تو اس کے نتیجے میں ہمارے دل میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ غصہ آتا ہے تو عقل رخصت ہوجاتی ہے اور بندہ ایسی حماقتیں کر بیٹھتا ہے جن پر پھر اسے ساری زندگی پچھتانا پڑتا ہے۔ چونکہ غصہ بھی کسی خواہش ہی کے نتیجے میں ابھرتا ہے، لہذا یہ کہنا اپنی جگہ بالکل درست ہوگا کہ شیطان کا بنیادی ہتھیار ہماری نفسانی خواہشات ہیں۔

اپنے آپ کو شیطان کے شر سے بچانے کے لئے اور سیدھی راہ پر گامزن

رہنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہماری خواہشات ہمارے کنٹرول میں ہوں۔ حصول تقویٰ اس کے بغیر ناممکن ہے۔ بندہ متقی اس وقت بنتا ہے جب دل میں اسلامی تعلیمات کے خلاف پیدا ہونے والی ہر خواہش کو ''نہ'' کہہ سکے۔

اپنے آپ کو صوفی کہلانے والے لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو تعلیم دیتے ہیں کہ جائز ناجائز کی حد بندی سے بالاتر ہو کر اپنی تمام تر خواہشات کو دل سے نکال کر باہر پھینک دیا جائے۔ یہ غیر فطری عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خواہشات انسان کے دل میں کسی مقصد کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات میں ان خواہشات کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کا نہیں، انہیں کنٹرول کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہوجائیں۔ (مشکوٰہ المصابیح کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

شیطان کی چالیں اتنی باریک ہیں کہ انہیں سمجھنا اور بچنا اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں بار بار یہ تلقین کی گئی ہے کہ شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے رہا کرو۔ استعاذہ کے لئے مختلف دعائیں منقول ہیں، وہ یاد نہ بھی ہوسکیں تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کا ورد ہی کافی ہے۔ جب ہمیں محسوس ہو کہ شیطان کوئی وار کرنے جا رہا ہے تو تعوذ کی کثرت اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی کثرت کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر اپنی گود میں دھیان رکھ کے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھا جائے تو شیطان کے وار سے بچنے کے لئے کافی قوت نصیب ہوسکتی ہے۔

بیسواں سبق

عورت کا فتنہ

نفسانی خواہشات کو ابھارنے اور انہیں بے لگام بنانے میں شیطان جس چیز کو سب سے بڑے مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہے وہ ہے عورت۔

انسان کے دین و ایمان اور اس کی شرافت وعزت کو برباد کر دینے والی شاید عورت سے بڑی کوئی شے نہیں ہے۔ جو لوگ اللہ کے رستے پر چلنا چاہتے ہیں شیطان کسی عورت کو ان کے پیچھے لگا دیتا ہے جو، اگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت میسر نہ ہو تو، اس وقت تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی جب تک اس کی عزت و ناموس اور اس کی روحانیت کو برباد نہیں کر دیتی۔ غیر عورتوں کی طرف نرا دھیان بھی روحانی طور پر بندے کو کنگال کر دیتا ہے۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ہے:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

»مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

صحیح مسلم كِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ

میں نے اپنے پیچھے مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ اور کوئی نہیں چھوڑا۔

اسی مقام پر ایک اور حدیث میں فرمان ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

»إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ«

یہ دنیا میٹھی ہے، سرسبز ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس دنیا میں خلافت عطا فرما کر دیکھے گا تم کیسے عمل کرتے ہو؟ تو دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، بنی اسرائیل جس فتنے سے سب سے پہلے دوچار ہوئے وہ عورتوں کا فتنہ تھا۔

اپنے ذہن کو غیر عورتوں کی طرف رغبت سے پاک کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی شدہ لوگوں کے لئے ایک حکمت بھرا علاج عطا فرمایا ہے؛

حدیث کے الفاظ ہیں:

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ«

صحیح مسلم كتاب النكاح بَابُ نَدْبِ مَنْ رَأَى امْرَأَةً فَوَقَعَتْ فِي نَفْسِهِ، إِلَى أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَارِيَتَهُ فَيُوَاقِعَهَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں منہ پھیر کے جاتی ہے۔ جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس آئے، یہ اس کے دل سے اس خیال کو دور کر دے گا۔

عورتوں کو اپنے خاوند کی قلبی وروحانی پاکیزگی کو برقرار رکھنے کے لئے تعاون

کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارا خاوند اپنی خواہش کا اظہار کرے تو اس کی خواہش کو پورا کرنے میں دیر نہ کرو۔ جو عورت اپنے خاوند کی خواہش کو پورا کرنے کی پرواہ نہیں کرتی اسے آپ ﷺ کی طرف سے سخت وعید سنائی گئی ہے۔

حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ، لَعَنَتْهَا المَلاَئِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ« بخاری کتاب النکاح بَابُ إِذَا بَاتَتِ المَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں: جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر میں بلائے اور وہ انکار کردے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت برساتے رہتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں یہاں تک فرمایا گیا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنی (جنسی) حاجت کے لئے بلائے تو اسے اس کے پاس آنا چاہیئے اگرچہ وہ تنور پر (روٹیاں لگانے میں مصروف) ہی کیوں نہ ہو۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »إِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ، وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّورِ« : هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ سنن ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى المَرْأَةِ [حکم الألبانی]: صحیح

جولوگ قرب خداوندی کی منزلوں کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں، وہی اس کی حکمت کو پورے طور جان سکتے ہیں کہ اگر دل میں عورت کی خواہش پیدا ہو اور اسے فوراً پورا کر کے اپنے دل و دماغ کو پاکیزہ نہ کیا جائے تو اس سے کتنا نقصان ہوتا ہے۔

غیر شادی شدہ افراد کو روزے رکھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا فانه له وجاء یہ اس کے لئے ایسے ہے جیسے خصی کر دیا جانا۔

اس کے ساتھ ساتھ کچھ احتیاطی تدابیر بھی عطا فرمائیں جن پر عمل عورتوں کے فتنے سے بچنے میں بڑا معاون ثابت ہوتا ہے۔

ا۔ کسی نامحرم عورت کی طرف ایک نظر کا اٹھ جانا معاف ہے لیکن دوبارہ اپنی خواہش سے اسے دیکھنا ممنوع۔ سورة النور 22 آیات نمبر 30, 31 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی!

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ

اہل ایمان مردوں کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور فرمایا:

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

اہل ایمان عورتوں کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اتنی کے جسے چھپایا نہیں جا سکتا۔

کسی عورت کی طرف ایک نظر اٹھ جائے تو دوبارہ اپنی خواہش کے ساتھ نگاہ اٹھانے سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: »يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

سنن ابو داود كِتَاب النِّكَاحِ بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ

ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ اٹھانا، ایک بار دیکھنے کی اجازت تو ہے لیکن دوسری بار کی نہیں۔

آج کے اس دور میں جبکہ عورتیں شرم وحیا کے زیور سے عاری، ہر جگہ اپنے حسن کی نمائش کرتی پھر رہی ہیں، اپنی نگاہوں کی حفاظت کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

۲۔ کسی غیر محرم عورت کے پاس تنہائی میں بیٹھنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ.

سنن ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ و آلہ سَلَّمَ بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الدُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَاتِ

حضرت عمر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں بیٹھتا مگر تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے

آج کل شیطان نے عورت کے روپ میں اپنے جال اس کامیابی کے ساتھ بچھا رکھے ہیں کہ ایمان کی سلامتی تقریباً ناممکن ہوتی جا رہی ہے۔ آج کل موبائیل فون اور انٹرنیٹ نے عورتوں کے ساتھ تنہائی کے مواقع اس طرح فراہم کر دیئے ہیں کہ

لوگ بند کمروں میں ہزاروں میل کے فاصلے پر ہوتے ہوئے بھی اس خلوت کے گناہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

۳۔ حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ (جو ایک بہت بڑے عالم ہو گزرے ہیں) فرماتے ہیں۔

اِنَّ الشَّیطَانَ لَیَفْتَحُ لِلْعَبْدِ تِسعَۃً وَتِسعِیْنَ بَابًا مِنَ الْخَیْرِ یُرِیدُ بِہ بَابًا مِنَ الشَّرِّ (تلبیس ابلیس الباب الرابع فی معنیٰ التلبیس والغرور)

بے شک شیطان بندے کے لئے خیر کے ننانوے دروازے کھولتا ہے شرّ کا ایک دروازہ کھولنے کے لئے۔

بندہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ نیکی کا کام کر رہا ہے مگر اس نیکی کی آڑ میں اس کے قدم گناہ کی طرف اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی عورت کو بے سہارا پا کر کوئی اس کا سہارا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ دونوں طرف بڑے نیک جذبات ہوتے ہیں، دونوں کے دل مطمئن کہ رب راضی ہو رہا ہے۔ پھر کچھ بے تکلفی ہوتی ہے۔ یہ بے تکلفی حدیں کراس کرنے لگتی ہے اور پھر وہ گناہ ہو جاتا ہے، جس کی طرف شیطان اس نیکی کی آڑ میں لے کے جا رہا تھا۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی حدوں کا لحاظ رکھا جائے، تو یہ صورتحال پیش نہیں آتی۔ نگاہیں نیچی، بات کرتے ہوئے صرف ضرورت کی بات پر اکتفا، اور تنہائی میں ملاقات سے اجتناب، کا لحاظ رکھا جائے تو بڑی حد تک اس فتنہ سے بچنے کا سامان مل جاتا ہے۔

اکیسواں سبق

نفسانی خواہشات پر کنٹرول کے لئے تجاویز

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو اپنی خواہشات پر کنٹرول نصیب ہو جائے تو مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کریں؛

۱۔ وقتاً فوقتاً کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھنے کو معمول بنالیں تا کہ آپ کے دل میں شیطان کے وار سے بچنے کے جذبے سلامت رہیں اور دن بدن ان میں نکھار پیدا ہو۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا جذبہ وہ بنیادی شے ہے جو انسان کو بڑی سے بڑی قربانی دینے کا حوصلہ عطا کرتی ہے۔ کچھ ایسا کریں کہ یہ محبت ساری محبتوں پر غالب آ جائے۔ روز مرہ زندگی میں اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو اپنانا، سب سے آسان ترکیب ہے دل میں محبت کے جذبوں کو جوان بنانے کی۔

۳۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی دائمی یاد پیدا کرنے کی کوشش کریں ایسی یاد کہ ہر لمحہ آپ کو احساس رہے کہ: ''میں آزاد نہیں، غلام ہوں، بندہ ہوں اپنے رب کا، مجھے اس دنیا میں اپنی مرضی سے نہیں جینا، جینا ہے اس طرح جس طرح میرا رب چاہتا ہے۔

جس کے دل میں کچھ بھی حیا ہو وہ گناہ کرتے ہوئے ادھر ادھر نظر دوڑاتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا۔ عام لوگوں سے حیا کا یہ عالم ہے۔ لیکن اگر ہم کسی بڑی

شخصیت کے سامنے ہوں، مثلاً کوئی بڑا افسر، کوئی وزیر، کوئی بادشاہ، تو احتیاط اور بڑھ جائے گی۔

ذرا سوچیں؛ اگر دل میں ہر وقت یہ احساس رہنے لگے کہ ساری کائنات کا رب میرے ساتھ ہے، مجھے دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے۔ وہ بادشاہ جس سے بڑا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے، جس کی پکڑ بڑی سخت ہے، جو جہنم میں جسے سب سے ہلکا عذاب دے گا، اس کے پاؤں میں دوزخ کی آگ کے جوتے پہنا دے گا جن کی گرمی کی وجہ سے اس کا دماغ ابل ابل کر باہر گر رہا ہوگا، تو اپنی بری خواہشات سے بچنا کتنا آسان ہو جائے گا؟

۴۔ اپنے کھانے پینے کا خیال رکھیں۔ حرام کھانے سے دل مردہ، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے جذبات سے محروم ہو جاتا ہے۔ زیادہ کھانے سے نفسانی خواہشات طاقتور ہوتی ہیں، اور انہیں کنٹرول کرنا انسان کے بس میں نہیں رہتا۔ جبکہ بھوکا رہنے سے خواہشات کا زور ٹوٹتا ہے اور انہیں کنٹرول کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

آپ یقیناً اس تجربے سے گزرے ہوں گے کہ جب انسان کو بھوک ستا رہی ہوتی ہے تو اس وقت وہ تماشے جو پیٹ بھرا انسان کرتا ہے، کرنے کو جی نہیں چاہتا۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے نوجوانوں کو مشورہ دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوجوان تھے اور ہمارے پاس کوئی چیز نہیں تھی، تو ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: اے جوانوں کے گروہ! تم سے جو شخص گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ نکاح نظریں نیچی رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ« جو شخص اس کی طاقت نہیں رکھتا اس کو چاہیئے کہ روزے رکھے کیونکہ روزہ خصّی کرنے کے قائم مقام ہے۔

صحیح بخاری كِتَابُ النِّكَاحِ بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ البَاءَةَ فَلْيَصُمْ

ہم جب بھی کھانا کھانے بیٹھیں، ابھی چند لقمے اور کھانے کی طلب ہو اور ہم کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں، تو اس سے خواہشات کا زور بڑی حد تک ٹوٹ جاتا ہے۔

صوفیاء کے ہاں بہت کم کھانے اور فاقے پہ فاقے کرنے کی روایات ملتی ہیں۔ زیادہ کھانے والوں کو وہ مشورہ دیتے نظر آتے ہیں کہ جاؤ! کوئی کاروبار کرو، صوفیاء کے رستے پہ چلنا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔

۵۔ غم کی کیفیات انسان کی خواہشات کو کمزور کر دیتی ہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی رحمت ایک انتظام فرماتی ہے اور بندے کو کسی بیماری، کسی مصیبت یا کسی مشکل میں ڈال کر اس کی خواہشات کا زور توڑنے کا سامان فرما دیتی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ فرمایا گیا:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »مَا يُصِيبُ المُسْلِمَ، مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ، وَلاَ هَمٍّ وَلاَ حُزْنٍ وَلاَ أَذًى وَلاَ غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ«

(صحیح بخاری كِتَابُ المَرْضَى بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ المَرَضِ)

مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم میں مبتلا

ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت ہی کا سوال کرنا چاہیئے۔ کسی بیماری یا کسی تکلیف میں مبتلا ہونے کی دعا نہیں کرنی چاہیے۔

غم کی یہ کیفیت ہم اپنے آپ پر طاری کرنے کی کوشش خود بھی کر سکتے ہیں اور اسے بری خواہشات کے توڑ کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ، يَعْنِي الْمَوْتَ

سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالاسْتِعْدَادِ لَهُ

لذتوں کو توڑ دینے والی شے، موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

قبروں کی زیارت کی تلقین فرمائی گئی کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ موت، قبر، قیامت کا دن، حساب و کتاب، جنت و دوزخ کے بارے میں کچھ پڑھنا، مرنے کے بعد والی منازل کو یاد کرنا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کا۔

٦۔ جو باتیں ہمیں کسی گناہ کے قریب لے جا سکتی ہیں ان سے بھی اپنے آپ کو بہت دور رکھا جائے۔ نُعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے: ،حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح، ان دونوں کے درمیان کچھ امور ایسے ہیں جو شبہ والے ہیں، اکثر لوگ ان کی پہچان نہیں

رکھتے، جو آدمی مشتبہ چیزوں سے بچتا رہا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا، اور جو شبہ والی چیزوں میں پڑا اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی اپنا ریوڑ کسی (بادشاہ کے جانوروں کے لئے مخصوص) چراگاہ کے پاس چرا رہا ہو، بہت ممکن ہے کہ اس کے جانور اس چراگاہ میں داخل ہو جائیں۔ خبردار اللہ کی چراگاہ اس زمین پر اس کی حرام کی ہوئی باتیں ہیں۔

{صحیح بخاری کِتَابُ الإِيمَانِ بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ

صحیح مسلم کتاب المساقات بَابُ أَخْذِ الْحَلَالِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ}

بائیسواں سبق

دل اور دماغ کو ذاکر بنانے کی کوشش سے پہلے احتیاط

دل کو اپنے رب کی یاد سے آباد کرنے کے لئے کوئی کوشش شروع کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم ان وجوہات سے کنارہ کشی کریں جو ہمارے دل کی حالت کو خراب کرتی ہیں، اور دل رب تعالیٰ کی یاد کی لذت محسوس کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے۔ ان وجوہات میں دو چیزیں بڑی اہم ہیں؛

۱۔ بری صحبت، ۲۔ گناہوں کی نحوست،

بری صحبت

جس آدمی کو جن چیزوں میں دلچسپی ہوتی ہے وہ ہمیشہ انہی کی باتیں کرتا نظر آتا ہے۔ سننے والا وہ باتیں سن سن کر ان چیزوں میں دلچسپی لینے لگتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ اسی جیسا بن جاتا ہے۔ کتنے ایسے نوجوان ہیں جن کے والدین کی زندگی کو دیکھیں تو گناہوں سے بھرپور، مگر انہیں کوئی اچھا دوست مل گیا یا کسی اچھی محفل میں بیٹھنا

نصیب ہو گیا اور وہ انتہائی نیکوکار اور پاکباز نوجوانوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ جب کہ کئی ایسے بچے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جن کے والدین کی تہجد کی نماز بھی قضا نہیں ہوتی، اکثر روزہ سے رہنا ان کی عادت ہے، انتہائی پاکباز لوگ ہیں، مگر اولاد گناہوں کی دلدل میں پھنسی، اس بات سے بے خبر کہ وہ اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے اس دنیا میں باعث ننگ و عار ہیں اور آخرت میں اللہ کا عذاب ان کا انتظار کر رہا ہے۔

ہم نے بہت سے ایسے بچے دیکھے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے بلا کا حافظہ عطا فرما رکھا تھا، مگر ایسے دوستوں کی سنگت نے جو سکول سے بھاگنے والے تھے انہیں تعلیمی میدان میں آگے نہیں بڑھنے دیا۔

تجربے کی بات یہ ہے کہ آپ جو کچھ بننا چاہتے ہیں اسی طرح کے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیں، حافظ بننا چاہتے ہیں تو حفاظ کے ساتھ، عالم بننا چاہتے ہیں تو علماء کے ساتھ، کالج یونیورسٹی میں نام پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کالج یونیورسٹی کے طلباء کے ساتھ۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِطُ " وَقَالَ مُؤَمَّلٌ: " مَنْ يُخَالِلُ "

مسند امام احمد مُسْنَدُ الْمُكْثِرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس چاہیے کہ وہ اس بات کا خیال رکھے کہ کن لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ حدیث کے ایک راوی مُؤَمَّلٌ نے يُخَالِطُ کی جگہ يُخَالِلُ کا لفظ روایت کیا جس کا معنیٰ ہے میل جول رکھنا۔

ایک حدیث میں ایک مثال کے ذریعے یوں وضاحت فرمائی گئی:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: " مَثَلُ الجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوءِ، كَحَامِلِ المِسْكِ وَنَافِخِ الكِيرِ، فَحَامِلُ المِسْكِ: إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الكِيرِ: إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً "

صحیح بخاری كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ بَابُ المِسْكِ

نیک اور برے ساتھی کی مثال کستوری بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے۔کستوری رکھنے والا یا تو تجھے عطیہ دے دے گا، یا تو اس سے خرید لے گا یا اس سے عمدہ خوشبو پاتا رہے گا۔اور بھٹی دھونکنے والا تیرے کپڑے جلا دے گا، یا تو اس سے گندی بو پاتا رہے گا۔

چونکہ آپ جس طرح کے لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے، ملتے جلتے ہیں اسی طرح کی عادات آپ کے اندر پیدا ہوجاتی ہیں،اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ایسے لوگوں سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کریں جن کے ساتھ میل ملاقات سے آپ کے اندر کسی برائی کے پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہو۔

ہاں اگر آپ کسی ایسے کو کسی اچھی صحبت میں لا سکتے ہیں یا آپ کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ آپ اس سے متأثر ہونے کی بجائے، اسے اپنے رنگ میں رنگ سکتے ہیں،تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پہ لانے کی کوشش کریں۔ جو لوگ اس فریضے کو ادا کرتے ہیں ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں ان کی بڑی قدر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (104) سورة آل عمران آیت نمبر ۱۰۴

اور تم میں ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو جو بھلائی کی طرف بلائے ، وہ نیکی کا

حکم کرے اور برائی سے روکے، وہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔

گناہوں کی نحوست

حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ،

{صحیح بخاری کِتَابُ الجَنَائِزِ بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلاَدِ المُشْرِكِينَ

صحیح مسلم- کتاب الْقَدَرِ- بَابُ مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ}

ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر یہ اس کے والدین ہیں جو اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے دو قوتیں، ایک خیر کی اور دوسری شر کی، پیدا فرما رکھی ہیں۔ جب ہم کوئی گناہ پہلی بار کرتے ہیں تو اندر سے ایک زبردست آواز اٹھتی ہے، بہت بُرا ہوا، نہیں ہونا چاہیئے تھا، تجھے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہی گناہ بندہ دوبارہ کرتا ہے تو یہ آواز پہلے سے کمزور ہوجاتی ہے، بار بار دہرانے سے ایک وقت آتا ہے، جب بندہ وہ گناہ کرتا جاتا ہے اور اندر سے کوئی آواز نہیں اٹھتی۔ گناہوں کی نحوست دل پہ چھا جائے تو نیکی اور برائی میں تمیز ختم ہوجاتی ہے، دل کالا ہوجائے تو اس کے سدھرنے کے امکانات تقریبا معدوم ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل فرماتے ہیں؛

إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ، فَإِنْ زَادَ، زَادَتْ، فَذَلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ

اللَّهُ فِي كِتَابِهِ: {كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ} [المطففين: 14]"

(سنن ابن ماجه كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ ذِكْرِ الذُّنُوبِ حديث نمبر 4244 [حكم الألباني] حسن)

جب بندہ مؤمن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا نقطہ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ پلٹ آئے، گناہ سے دور ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگ لے تو دل کا شیشہ پھر سے صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر پھر گناہ کرے تو تو یہ سیاہی زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہ ہے وہ زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (14) سورۃ المطففین 83-آیت نمبر 14 ترجمہ: یوں نہیں! بلکہ ان کی بری کمائی نے ان کے دلوں پر زنگ کی تہیں چڑھا دی ہیں۔

لہٰذا اپنے رب کی دائمی یاد دلوں میں پیدا کرنے کے لئے ہمیں توبہ کو اپنا معمول بنا لینا چاہیے۔ جب کبھی کوئی غلطی ہو جائے تو اس وقت تک چین نہ آئے جب تک کہ بندہ سچے دل سے توبہ نہ کر لے۔

توبہ کے لئے تین بنیادی شرطیں ہیں؛

اَلنَّدَمُ عَلٰی مَا فَاتَ: جو ہوا اس پر شرمندگی

وَالْعَزْمُ عَلٰی تَرْكِ الْمُعَاوَدَةِ: دل میں پکا ارادہ کہ یہ گناہ دوبارہ نہیں کروں گا۔ (اگرچہ پھر ہو جائے)

وَالتَّلَافِي مَا يُمْكِنُ تَلَافِيهِ: غلطی کی جو تلافی ممکن ہو وہ کرنے کی کوشش۔ مثلاً اگر نمازیں قضا ہیں تو ان کی ادائیگی، کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی تو اس کا ازالہ وغیرہ۔

توبہ کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے آپ کو اپنے رب کی نافرمانی کے کاموں سے دور رکھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے تا کہ ہمارے اعضاء کے گناہوں کی وجہ سے ہمارے دل میں اور گندگی داخل نہ ہوتی رہے۔

تئیسواں سبق

دائمی یاد کے لئے پہلی ترکیب

باادب بن جائیں

آپ کسی بڑے افسر سے ملنے جاتے ہیں، اس کے آفس میں کس طرح بیٹھتے ہیں؟ اس کے ساتھ بات کرتے ہوئے آپ کا لہجہ کیسا ہوتا ہے؟ کیا اس کی موجودگی میں آپ غیر سنجیدہ حرکات کرتے ہیں؟

وہ لوگ جو اپنے رب کی یاد میں مصروف رہتے ہیں، دنیا کے کسی بڑے سے بڑے افسر سے بھی بڑے ہوتے ہیں، اس لئے کہ کسی دنیوی افسر کی نسبت، دنیا کی کسی حکومت کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ کے بندے کی اس رب کے ساتھ جو ساری کائنات کا بادشاہ ہے۔

آپ اپنے شیخ کی بارگاہ میں بیٹھے ہیں، وہ گفتگو فرما رہے ہیں، کوئی جلسہ ہو رہا ہے، جس میں تلاوت ہو رہی ہے، نعت پڑھی جا رہی ہے، یا اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں ہو رہی ہیں،، جب آپ قرآن پاک کی تلاوت، درود پاک یا اپنے وظائف پڑھنے کے لئے بیٹھے ہوں، کسی کلاس میں ہوں جس میں آپ کو اللہ کا دین پڑھایا جا رہا ہے، ان سارے مواقع پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا نقش اپنے دل میں لئے باادب بیٹھنے کی کوشش کریں۔

آپ کے بیٹھنے کا انداز اس سے کہیں زیادہ باادب ہونا چاہیئے جو آپ کسی بڑے افسر کے دربار میں اختیار کرتے ہیں۔ان محافل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، جھولی پھیلائے باادب ہوکر بیٹھیں اور اان برکتوں کو سمیٹنے کی کوشش کریں۔

مساجد کے آئمہ، دینی مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ، اور وہ تمام لوگ جن کی پہچان اللہ کے دین کی خدمت کے حوالے سے ہے، ان کی ایک حیثیت یہ ہے کہ وہ ہم جیسے ایک انسان ہیں اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین کے خادم ہیں۔ وہ بھی ہماری طرح کچھ بشری کمزوریوں کے حامل ہوں گے، کبھی بھی فلاں مولوی کی یہ بات، فلاں پیر ایسا، فلاں قاری یہ کر گیا، کہہ کر بات نہ کریں بلکہ ان کی بشری کمزوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے، ان کا معاملہ ان کے رب کے حوالے کرتے ہوئے، جب بھی ان کا ذکر کریں، وہ وہاں موجود ہوں یا نہ ہوں، ،قاری صاحب، حافظ صاحب، مولانا صاحب کہہ کر پکاریں۔آپ کو فائدہ یہ ہوگا کہ جب ان کی رب تعالیٰ کے ساتھ نسبت کا احترام کریں گے تو دل میں ایمان کی حلاوت محسوس کر پائیں گے۔اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ (32)

سورۃ الحج آیت نمبر ۳۲

ترجمہ: بات یہ ہے کہ جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

یہ بہت بڑی حقیقت ہے کہ گستاخ سینوں کو اللہ تعالیٰ ایمان کی مٹھاس اور شیرینی عطا نہیں فرماتا۔

اس کا اصل فائدہ یہ ہوگا کہ جب بار بار آپ کا ذہن اس طرف متوجہ ہوگا کہ

میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت کی تعظیم کر رہا ہوں تو دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد رہنے لگے گی۔

چوبیسواں سبق

دائمی یاد کے لئے دوسری ترکیب

اللہ والوں کی صحبت اور ذکر کی مجالس میں شرکت

حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی جن کا شمار کاتبین وحی میں ہوتا ہے یہ وہ حنظلہ نہیں ہیں جنہیں غَسِيْلُ الْمَلَائِكَه کہا جاتا ہے۔ایک دفعہ حضرت ابوبکر سے ملے اور کہنے لگے: حنظلہ منافق ہے۔فرمایا: سبحان اللہ! کیا کہہ رہے ہو؟ کہنے لگے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں، وہ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے ہیں۔یوں لگتا ہے جیسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔جب وہاں سے نکلتے ہیں، اپنی بیویوں، اولاد اور اموال میں مشغول ہوتے ہیں، تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو ہم بھی محسوس کرتے ہیں۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، ساری بات عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي، وَفِي الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ، وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

{صحیح مسلم کتاب التَّوْبَةِ بَابُ فَضْلِ دَوَامِ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ فِي أُمُورِ الآخِرَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ
جامع ترمذی أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلہ سَلَّمَ
مسند امام احمد أَوَّلُ مُسْنَدِ الْكُوفِيِّينَ بَقِيَّةُ حَدِيثِ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ}

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم اسی

حالت میں، جس میں میرے پاس ہوتے ہو اور ذکر میں رہنے لگو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے رستوں میں تمہارے ساتھ مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن اے حنظلہ! دل کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔ یہ بات تین بار ارشاد فرمائی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں جو انقلاب آیا اس میں بہت بڑا کردار اس فیض صحبت کا ہے جو انہیں بارگاہ رسالت میں حاضری پر میسر ہوتا تھا۔

اللہ کے مقبول بندوں کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ دل میں اترتے چلے جاتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ کسی اللہ کے بندے کی زبان سے نکلا ہوا ایک لفظ زندگیاں بدل دیتا ہے۔

عبداللہ بن ہشام بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حضرت عمر نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر شے سے زیادہ پیارے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ۔ نہیں اے عمر! قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس وقت تک بات نہ بنے گی جب تک کہ میں تجھے تیری جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

اللہ جانے یہ کیا الفاظ تھے، نبی پاک ﷺ کی زبان پاک سے نکلے، عمر کے کانوں سے ٹکرائے، بات دل تک پہنچی تو دل کی دنیا بدل گئی، عرض کیا: یارسول اللہ! فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے لگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: الآنَ يَا عُمَرُ، عمر! اب بات بنی ہے۔

صحیح بخاری كِتَابُ الأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ بَابٌ: كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شیوخ سنت نبوی کا چلتا پھرتا نمونہ ہوتے ہیں، ان کی عادات، ان کے اطوار ہمیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی یاد دلاتے ہیں، ان کے پاکیزہ کردار کو دیکھ کر ایک بندہ اپنے دل میں یہ احساس لئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ رسول ﷺ کے پیروکاروں کی یہ شان ہے تو اس سرکار کی عظمت کردار کا عالم کیا ہوگا؟ ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنے سے دل میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف سفر کے جذبے جوان ہوتے ہیں۔

لہٰذا ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیے کہ وقتاً فوقتاً نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھیں۔ ان سے رابطہ رکھیں، اور اگر ایسے شیوخ کے پاس بیٹھنے کا موقعہ نہ ملے تو ان کے تذکرے پڑھیں، سوشل میڈیا پر ان کے بیانات سنیں، رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں، تنہائی میں بیٹھ کر نعتیں گنگنائیں، درود پاک کی کثرت کریں اور یوں ان پاک ہستیوں اور اس مرشد اعظم ﷺ کی صحبت کا فیض حاصل کریں۔

پچیسواں سبق

دائمی یاد کے لئے تیسری ترکیب

ہر کام سے پہلے اللہ کی رضا کی نیت کرنے کی عادت بنالیجیے

اگر ہم پوری دیانتداری کے ساتھ اپنی حالت کا جائزہ لیں تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ہماری سوچ اس دنیا کے ارد گرد گھومتی رہتی ہے۔ بہت سے کام اس لئے کرتے ہیں کہ اس دنیا میں ہمیں کوئی فائدہ ملے گا اور بہت سارے کام اس لئے کہ کوئی بندہ ہم سے راضی ہوجائے۔ دولت کماتے ہیں، اس دنیا میں عیش کریں گے۔ لوگوں سے اچھے تعلقات قائم کرتے ہیں، کل کام آئیں گے۔

اپنے دل میں رب تعالیٰ کی دائمی یاد پیدا کرنے کے لئے ہمیں اپنی سوچ اس

دنیا سے آگے لے جا کر، دنیا کو پیدا کرنے والے تک پہنچانی ہوگی۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے ایک لمحے کے لئے رک جائیں اور اپنے آپ سے پوچھیں: کیوں؟ دل سے جواب یہ آنا چاہیے کہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے۔

سوال پیدا ہوگا کہ ہم اپنی دنیاداری کے کاموں کو اللہ کی رضا کے لئے کیسے کر سکتے ہیں؟ اس کے لئے پہلے آپ دین اور دنیا کے فرق کو سمجھ لیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جسے ہم اپنی دنیا سمجھ رہے ہیں وہ ہماری دنیا نہ ہو بلکہ دین ہی ہو؟

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دین ہمیں سکھایا وہ چند عبادات کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا ایک مکمل طریقہ ہے۔ انسانی زندگی کے جتنے بھی پہلو ہو سکتے ہیں، ان سب کے بارے میں دین کی تعلیم موجود ہے۔ہم اگر دین کی تعلیمات کو مختلف حصوں میں تقسیم کریں تو تقسیم کچھ یوں بنتی ہے:

۱۔ عقائد: اس شعبے میں ان چیزوں سے بحث ہوتی ہے جن کا تعلق مان لینے اور اپنی زبان سے اقرار کرنے کے ساتھ ہے۔

۲۔ عبادات۔ اس شعبے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مختلف طریقے زیر بحث آتے ہیں، جن میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اہم عبادات ہیں۔

۳۔ اخلاقیات: اس شعبے میں ہمارے دل کی دنیا سے بحث ہوتی ہے، کس طرح کے جذبات و احساسات ہمارے دل میں ہونے چاہییں اور کس طرح کے نہیں، اور ان کے نتیجے میں ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ، اللہ کی مخلوق پر شفقت، اور ان کے ساتھ اپنے معاملات کو درست رکھنے کا حوصلہ ملنا چاہیے۔

۴۔ معاملات: اس باب میں ہمارے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ تعلقات کی بات ہوتی ہے، والدین ،اولاد ، میاں بیوی ، بہن بھائی، رشتہ دار عام

مسلمان، غیر مسلم، جانور، ان سب کے ساتھ ہمارا معاملہ کس طرح کا ہونا چاہیئے یہ ساری تفصیلات ہمیں دین اسلام سکھاتا ہے۔

۵۔ روزمرہ زندگی: سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، دوسروں سے ملاقات، غرض روز مرہ کی زندگی میں ہم جو کچھ کرتے ہیں اس کے طور طریقے ہمیں سکھائے گئے ہیں۔

٦۔ اجتماعی ذمہ داریاں: کچھ ذمہ داریاں ایسی ہیں جو مسلمانوں نے مل جل کر ادا کرنی ہیں۔ جن میں علماء کی ایک ایسی جماعت کی تیاری جو دین کی صحیح صحیح سمجھ رکھتی ہو اور دوسروں کو دین سکھا سکے۔

معاشرے کو برائیوں سے پاک رکھنے کے لئے کوشش ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ اس کے لئے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین درجے مقرر فرمائے ہیں۔

۱۔ جو لوگ صاحب اثر ورسوخ ہیں وہ برائی کو اپنی طاقت سے روک دیں۔

۲۔ جو طاقت سے نہیں روک سکتے اپنی زبان سے سے برائی کے خلاف جہاد کریں

۳۔ دل سے برائی کو برائی سمجھیں اور اس سے کنارہ کش ہو جائیں۔

اسلامی ملکوں میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے کوشش مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور غیر مسلم ملکوں میں مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے لئے کام کرنا اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے۔

جس طرح آپ عبادت کے کام اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سمجھ کر کرتے ہیں تو ثواب پاتے ہیں اسی طرح اخلاقیات، معاملات اور روزمرہ زندگی اور اجتماعی ذمہ داریوں میں ہمارا کردار اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سمجھ کر ہو تو اس پر بھی ثواب ملتا ہے۔

دنیا کیا ہے؟ اس کی بڑی خوبصورت وضاحت مولانا روم علیہ الرحمہ نے یوں فرمائی

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

دنیا اللہ سے غافل ہو جانے کا نام ہے۔ بیوی بچوں، روزی کمانے اور دولت کا نام دنیا نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شے جو آپ کو اللہ سے غافل کر دیتی ہے آپ کی دنیا ہے اور ہر وہ شے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق سرانجام دیں تو اللہ کی یاد پیدا کرتی ہے وہ دین ہے۔

ہم نے صرف اپنی سوچ بدلنی ہے۔ ہر جائز کام کے بارے میں یہ سیکھنا ہے کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کیا ہے؟ پھر اس کے مطابق چلنا ہے اس نیت کے ساتھ کہ اس کام کو اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق سرانجام دوں گا تو میرا اللہ مجھ سے خوش ہوگا۔

أَبُو أُمَامَةَ رضی الله عنه رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ «سنن ابو داود كِتَاب السُّنَّةِ بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ میں حدیث ہے:

جو آدمی کسی شے سے پیار کرے تو اللہ کے لئے، کسی سے نفرت کرے تو اللہ کے لئے، کسی کو کچھ دے تو اللہ کے لئے، کسی کو کچھ دینے سے ہاتھ روکے تو اللہ کے لئے ،اس نے اپنا دین مکمل کر لیا ہے۔

قیامت کے دن جب ہم اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو جو کام ہم

نے کسی بندے کو راضی کرنے کے لئے کیے اس کے بارے حکم ہو گا جاؤ اور اس سے جا کر اپنا اجر لے لو اور جو کام کسی دنیوی مفاد کے لئے کیے، اس پر فرمان ہو گا کہ جس مقصد کے لئے تم نے کیا وہ ہم نے دنیا میں عطا فرما دیا آج تیرے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ ہمیں اجر ملے گا ان کاموں پر جو صرف اللہ پاک کی رضا کے لئے کیے ہوں گے۔

زیادہ بہتر یہ ہے کہ ہر کام کرنے سے پہلے ایک لمحے کے لئے رک جائیں اور سوچیں کہ یہ کام کیوں کرنا ہے؟ اس میں تھوڑی سی مشکل یہ ہے کہ بندہ بھول جاتا ہے، اس کی دوسری صورت جو نسبتاً آسان ہے وہ یہ کہ ہر روز صبح سویرے بیٹھ کر اپنی دن بھر کی مصروفیات کے بارے میں سوچیں۔ آج کیا کیا کرنا ہے اور ہر کام کے لئے نیت کریں کہ یہ اللہ پاک کی رضا کے لئے کرنا ہے۔

کچھ دنوں کی مشق کے بعد کوئی حرام کام کرنے کو جی چاہے گا تو دل سے خود بخود آواز اٹھنے لگے گی مجھے یہ نہیں کرنا اس لئے کہ میرا رب ناراض ہوتا ہے۔

کھانا پینا، سونا، ورزش: اس لئے کہ جسم تندرست رہے اور یہ تندرستی اس لئے کہ اللہ پاک کے فرائض پورے کر سکوں۔

تعلیم حاصل کرنا: دینی تعلیم ہو تو اس لئے کہ دین سیکھنا فرض ہے، خود عمل کروں گا، بچوں کو سکھاؤں گا، دین کا پیغام لوگوں تک پہنچاؤں گا میرا رب مجھ سے راضی ہو گا۔ تعلیم دنیوی ہو تو رزق حلال کمانے اور اللہ پاک کی مخلوق کی خدمت کا ذریعہ، جس سے اللہ پاک راضی ہو گا۔

روزی کمانا: روزی کمانے کے لئے جو بھی ذریعہ اختیار کریں نیت یہ ہو کہ اللہ پاک کا حکم ہے رزق حلال کماؤ خود بھی کھاؤ اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلاؤ۔ میں رزق حلال کمانے اس لئے نکلا ہوں کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے۔

والدین کی خدمت: اس لئے کہ اللہ پاک کی رضا والدین کی رضا میں اور اس کی

ناراضی والدین کی ناراضی میں۔

بچوں کی خدمت: بچے ہمارے پاس رب تعالی کی امانتیں ہیں ، ان کی تمام ضروریات کو پورا کرنا، ان کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کرنا اللہ پاک کی طرف سے ہماری ذمہ داری ہے۔ ان کے لئے کوئی چیز خریدتے ہوئے، ان کے ساتھ کچھ ٹائم صرف کرتے ہوئے نیت یہ رہنی چاہیے کہ میں اپنے رب کی امانتوں کی نوکری دے رہاہوں اس لئے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہوجائے۔

میاں بیوی کے تعلقات: میاں بیوی کے درمیان باہمی محبت اللہ پاک اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پسند ہے اور ان کے درمیان ناچاقی سے شیطان بہت خوش ہوتا ہے۔دین اسلام میں میاں بیوی کے حقوق وفرائض تفصیل سے بیان کردیے گئے ہیں۔

ایک خاوند اپنی بیوی کو وقت دے، اس کی ضروریات کو پورا کرے،اس سے اچھا سلوک کرے، یہ نیت کرکے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔ایسا کرنے سے میرا اللہ مجھ سے راضی ہوگا۔

بیوی اپنے خاوند کی خدمت کرے، اس کے کپڑے استری کرے،اس کے لئے کھانا بنائے اس نیت کے ساتھ کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جوعورت اس حال میں اس دنیا سے جائے کہ اس کا خاونداس سے راضی ہو وہ سیدھی جنت میں جائے گی۔

(سنن ترمذی أَبْوَابُ الرَّضَاعِ ابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ) **میں خاوند کی خدمت کروں گی تو میرا رب مجھ سے راضی ہوگا۔**

(لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف خاوند کوخوش کرلیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی نہ کی جائے تو بھی جنت کی بشارت ہے۔اللہ پاک کے احکام کی نافرمانی پر سزا ہوسکتی ہے)

بہن بھائیوں دوستوں سے تعلقات: دین اسلام میں دوسروں کے ساتھ اچھے تعلقات کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ایک دوسرے سے اچھا سلوک کرنے اور اچھے تعلقات رکھنے سے اللہ پاک خوش ہوتا ہے۔

چھبیسواں سبق

دائمی یاد کے لئے چوتھی ترکیب

روزمرہ زندگی میں سنت کی اتباع اور مسنون دعائیں پڑھنا

اپنی سوچ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لگانا ہے۔کچھ ایسا کرنا ہے کہ ہر وقت ذہن میں اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی یاد رہنے لگے۔اس مقصد کے لئے اپنے پیارے آقا ﷺ کے روزمرہ کے معمولات کو سیکھ کر ان کے مطابق صبح وشام گزارنے کی کوشش کی جائے اور نیت یہ رکھی جائے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادات مبارکہ اللہ پاک کو بڑی پسند ہیں۔جب ہم ان کی اتباع کرتے ہیں تو اللہ پاک یحببکم اللہ (اللہ تمہیں اپنے محبوب بندے بنالے گا) کا وعدہ فرماتا ہے۔

جب ہم کھانے سے پہلے ذہن میں یہ رکھ کے کہ پیارے آقا ﷺ کی سنت ہے، ہاتھ دھوئیں گے، پھر کھانے کے بعد دوبارہ اسی سوچ سے ہاتھ دھوئیں گے، جب رات کو سوتے وقت اپنے پیارے آقا ﷺ کی سنت کے مطابق دائیں جانب لیٹنے کی کوشش کریں گے، ہر قدم پر یہ سوچ دماغ میں آنے لگے گی کہ مجھے یوں کرنا ہے اس لئے کہ میرے پیارے آقا ﷺ یوں کرتے تھے تو یقینا دل میں ہر وقت ان کی یادیں رہنے لگیں گی۔ جتنا دل کا تعلق آپ ﷺ کے ساتھ مضبوط ہوگا اتنا ہی

اپنے رب سے مضبوط ہوگا۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ آپ ہر لمحہ اپنے رب کو یاد فرماتے تھے۔ خوشی میں، غم میں، کسی نعمت کے ملنے پر، کسی مشکل صورتحال سے دوچار ہونے پر، سوتے، جاگتے، کھانا کھاتے وقت، کھانا کھانے کے بعد، سفر پر روانہ ہوتے وقت، سفر سے واپسی پر، سواری پر سوار ہوتے وقت، سواری سے اترتے وقت، کسی محفل میں بیٹھتے ہوئے، محفل سے اٹھتے وقت، کسی کو الوداع کہتے ہوئے، کسی آنے والے کا استقبال کرتے ہوئے، غرض ہر ایک حرکت کے لئے اور ہر حال میں اپنے رب کو یاد کرنے کا معمول مبارک تھا اور ہمیں حدیث کی کتابوں میں ان مختلف مواقع پر پڑھی گئی دعائیں ملتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان دعاؤں پر مشتمل کتابیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

اگر ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات مبارکہ کو سیکھ لیں، ان دعاؤں کو یاد کر لیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موقع بموقع پڑھی ہیں اور انہیں اپنا معمول بنا لیں تو اس سے ہمارے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا ہوگی، جو ہمیں اللہ کی محبت کی چاشنی سے آشنا کرے گی۔

چونکہ مارکیٹ میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں دستیاب ہیں اس لئے ہم اس کتاب میں ان دعاؤں کو شامل نہیں کر رہے۔ حصول برکت کے لئے دعا کی فضیلت اور اس کے آداب میں سے چند باتیں لکھی جارہی ہیں۔

دعا کی فضیلت

«عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

»الدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ، وَعِمَادُ الدِّينِ، وَنُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ«

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

المستدرک علی الصحیحین للحاکم كِتَابُ الدُّعَاءِ، وَالتَّكْبِيرِ، وَالتَّهْلِيلِ، وَالتَّسْبِيحِ وَالذِّكْرِ

مسند ابو یعلی الموصلی مُسْنَدُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ترجمہ: سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ دین کا ستون ہے۔ اور زمین و آسمان کا نور ہے۔

دعا کے آداب:

۱۔ دعا مانگتے وقت دل کی کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ میرا اپنے رب کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس کی بارگاہ سے مدد کی شدید ترین حاجت ہے۔

۲۔ دعا حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو کر مانگنی چاہیے۔

۳۔ یقین کی حد تک یہ امید دل میں رکھ کے دعا مانگی جائے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کو ضرور قبول فرمالے گا۔

۴۔ آپ اپنے رب سے جو مانگ رہے ہیں اگر اس نعمت کا کچھ حصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما رکھا ہے تو اس میں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر خرچ کریں۔ جب آپ اپنے رب سے مانگتے ہیں تو رب تعالیٰ کی ذات یہ دیکھتی ہے کہ میری دی ہوئی نعمت سے یہ بندہ میری مخلوق کو کچھ دیتا ہے؟

۵۔ دعا کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے پھر درود پاک اور اس کے بعد دعا کے الفاظ ہونے چاہیئں۔

ستائیسواں سبق

دائمی یاد کے لئے پانچویں ترکیب

اپنی نماز درست کر لیجئے

اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی دائمی یاد پیدا کرنے کے لئے حضور قلب کے ساتھ نماز کی ادائیگی کا کردار بڑا اہم ہے۔ عام طور پر جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہمارا جسم نماز پڑھتا ہے دل نماز میں شامل نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ہم نماز کے روحانی اثرات سے محروم رہتے ہیں۔ چاہیے یہ کہ جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوں تو ہم محسوس کریں کہ ہم اس دنیا سے نکل کر ایک اور دنیا میں داخل ہو رہے ہیں جہاں ذہنی کیفیت یہ ہو کہ ''میں ہوں اور میرے سامنے میرا رب۔'' حدیث میں آتا ہے:

إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلاَتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ، أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ (صحیح بخاری كِتَابُ الصَّلاَةِ بَابُ حَكِّ البُزَاقِ بِاليَدِ مِنَ المَسْجِدِ)

کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے باتیں کرتا ہے یا فرمایا کہ بے شک اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔

یہ ذہنی کیفیت پیدا کرنے کے لئے:

جب ہاتھ اٹھائیں: تو اس وقت دل یہ محسوس کرے کہ میں نے دنیا کی ہر چیز سے ہاتھ اٹھا لئے اور کھڑا ہو گیا ہوں، کہاں؟ اپنے مالک کے سامنے۔

قیام کی حالت میں: میں یہ سوچ موجود رہے کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑا ہوں۔

رکوع کی حالت: میں یہ احساس کہ میرا سر میرے رب کے سامنے جھکا ہوا ہے،

سجدے کی حالت: میں دل اس احساس سے بھرا ہوا ہو کہ اپنی پیشانی زمین پر رکھ

کر میں اپنے رب کی بڑائی بیان کر رہا ہوں۔

قعدہ کی حالت : میں یہ سوچ کر دل فخر محسوس کر رہا ہو کہ کتنا خوش نصیب ہوں سارے بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں بیٹھا ہوں۔ کوئی کسی بڑے افسر سے مل کے آئے تو بڑے فخر سے سر اونچا کر کے چلتا ہے، میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ ساری کائنات کے مالک کی بارگاہ میں بار بار بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

سلام کہتے ہوئے: یہ احساس کہ اپنے رب کی بارگاہ کی اس حاضری سے نکل کر دوبارہ اپنی دنیا میں جا رہا ہوں اس طرح کہ دائیں طرف والے لوگوں کو دعا دے رہا ہوں؛ اللہ تمہیں سلامت رکھے اور پھر بائیں طرف والے لوگوں کو دعا دیتا ہوں؛ اللہ تمہیں بھی سلامت رکھے۔

نماز کا ترجمہ

نماز کا ترجمہ سیکھیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ آپ نماز میں جو عربی الفاظ کی صورت میں جو کچھ پڑھ رہے ہیں وہ ہے کیا؟ تو حضور قلب کے ساتھ نماز ادا کرنا اور بھی آسان ہو جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے، اور میرے بندے کے لئے وہ سب کچھ ہے جس کا وہ سوال کرے۔ جب بندہ کہتا ہے {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} تو اللہ تعالی فرماتا ہے: حَمِدَنِي عَبْدِي، میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔ وہ جب {الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ} پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، میرے بندے نے میری صفت وثنا کی ہے۔ وہ جب کہتا ہے: {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ}، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: مَجَّدَنِي عَبْدِي - میرے

بندے نے میری بڑائی بیان کی ہے، وہ کہتا ہے: {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ} تو رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، اور میرے بندے وہ سب ملے گا جس کا وہ سوال کرے گا۔ بندہ کہتا ہے: {اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} اللہ پاک فرماتا ہے: هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ "یہ میرے بندے کو دے دیا گیا اور میرے بندے کے لئے وہ سب کچھ ہے جس کا وہ سوال کرے۔

{صحيح مسلم كِتَابُ الصَّلَاةِبَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ،

جامع ترمذى أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ

سنن نسائی كِتَابُ الافْتِتَاحِ باب تَرْكُ قِرَاءَةِ {بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} [الفاتحة: 1] فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ}

جب آپ نماز اس طرح پڑھنا شروع کریں گے تو انشاء اللہ نماز سے باہر بھی یہ سوچ کہ" میرا رب میرے ساتھ ہے، دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے"، دل میں موجود رہے گی۔

اٹھائیسواں سبق

دائمی یاد کے لئے چھٹی ترکیب

اذکار و مراقبات

پیر حضرات اپنے مریدین کو مختلف وظائف اور مراقبات سکھاتے ہیں جن کا

بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد رہنے گے۔اس یاد سے تنہائیاں آباد ہوجاتی ہیں۔دل میں رب تعالیٰ کی یاد یہ کیفیت پیدا کر دیتی ہے کہ ”میں آزاد نہیں، غلام ہوں، بندہ ہوں اپنے رب کا، مجھے اس دنیا میں اپنی مرضی سے نہیں جینا،، جینا ہے اس طرح جس طرح میرا رب چاہتا ہے۔“

آپ کو آپ کے شیخ نے جو وظائف تلقین فرمائے،ان کی پابندی کریں۔یہ بات ذہن میں رکھیں کبھی وظائف پڑھ لینا اور کبھی نہ پڑھنا ایسے ہی ہے جیسے بیمار آدمی کبھی دوا کھائے کبھی نہ کھائے،تو وہ ہر بار علاج نئے سرے سے شروع کر رہا ہوتا ہے۔

ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ صوفیاء کے تلقین کئے ہوئے وظائف و مراقبات میں ایسے وظائف بھی ہیں جن کا مقصد اپنے اندر کچھ کمال پیدا کرنا ہوتا ہے، جس سے ہمارے دم میں اثر پیدا ہوجائے، ہماری توجہ میں ایک طاقت آجائے وغیرہ،،ان وظائف کا اصل مقصود رب تعالیٰ تک رسائی نہیں ہوتا ،اس سے بندے کے اندر ایک قسم کا کمال پیدا ہوجاتا ہے، دم میں اثر ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے،زبان سے نکلی ہوئی باتیں پوری ہونے لگتی ہیں، بندہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ منزل تک پہنچ گیا۔یہ منزل تک پہنچنا نہیں،منزل تک پہنچنا یہ ہے کہ زندگی کا ہر قدم اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اٹھنے لگے اور باطن ماسوا اللہ سے پاک ہوجائے۔

وہ وظائف جن سے ہمیں قرب خداوندی کے سفر میں آگے بڑھنے کی توفیق بہت زیادہ ملتی ہے،ان میں سب سے افضل دو چیزیں ہیں۔**قرآن پاک کی تلاوت** بشرطیکہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے اور **اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود** پڑھنا۔لہذا ان کی جتنی کثرت ہو سکے وہ کرنی چاہیے، اور تلاوت و درود شریف پڑھنے کے دوران یوں ادب سے بیٹھنا چاہیے جیسے اگر آپ کو بارگاہ رسالت میں اپنے پیارے

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھنے کا موقعہ ملے تو آپ بیٹھتے۔

ذکر کی ایک سادہ مگر بڑی مؤثر ترکیب

ہر فرض نماز کے بعد اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سمجھتے ہوئے تین بار **استغفر اللہ** پڑھیں۔ معنیٰ بھی ذہن میں رکھیں: میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔

دل پہ ہاتھ رکھیں اور پورے طور پر دل کی طرف متوجہ ہو کر پانچ بار **یا حی یا قیوم** (اے وہ ذات! جو خود زندہ ہے اور ساری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے) پڑھیں۔ اب اپنے سر پہ ہاتھ رکھ لیں اور پانچ بار پوری توجہ کے ساتھ، اپنے دماغ سے **اللہ اللہ** کہلوائیں۔

اور پھر اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے ہمیں راہ ہدایت دکھائی، کی بارگاہ میں شکرانہ کے طور پر پانچ بار درود شریف، اس تصور کے ساتھ پڑھیں ابھی اسی وقت، اللہ کے نورانی فرشتے میرے اس درود وسلام کو بارگاہ رسالت میں پیش کر رہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ دَآئِمًا اَبَدًا

ترجمہ: اے اللہ! درود برکت اور سلام بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو تیرے علم میں ہیں، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور ثابت قدم رہنے کا سوال پیش کریں۔

ہمارے ہر عمل کی ابتداء ایک سوچ سے ہوتی ہے جو ہمارے دماغ میں آتی ہے۔ پھر دل یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس کو عمل میں لایا جائے یا نہ، دل جب عمل میں لانے فیصلہ کر لیتا ہے تو جسم کے مختلف اعضاء کو حکم دیتا ہے اور وہ حرکت میں آتے ہیں۔

ذہن اللہ کی یاد سے مانوس ہوجائے، بری سوچوں کا دروازہ بند ہونا شروع ہوجائے، دل زندہ ہوجائے، اتنا طاقتور ہوجائے کہ کسی غلط بات کو عمل میں لانے کا فیصلہ نہ کرے اوراس کے ساتھ ساتھ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق کی مضبوطی ہمیں راہ سنت کو سیکھنے اوراس پر چلنے پر مجبور کرنے لگے تو ان شاء اللہ صراط مستقیم پر چلنا ہمارے لئے بہت آسان ہوجائے گا۔

مراقبہ

چوبیس گھنٹوں میں ایک بار اپنے آپ کے ساتھ تین باتیں کیا کریں۔

پہلی بات: میں جو کچھ بھی کرتا ہوں، میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہوتا ہے۔

دوسری بات: میں جب بھی بولتا ہوں میرا اللہ مجھے سن رہا ہوتا ہے۔

تیسری بات: میں جو کچھ بھی سوچتا ہوں میرا اللہ میری ہر سوچ سے واقف ہے۔

ایک ہیں وہ سوچیں جو اپنے آپ دماغ میں آتی رہتی ہیں، ان کی پرواہ نہ کریں خواہ کتنی بری ہی کیوں نہ ہوں۔ ان سوچوں سے چھٹکارے کی صرف ایک صورت ہے کہ انہیں نظر انداز کریں۔ اگرانہیں دماغ سے نکالنے کی کوشش کریں گے تو یہ اور طاقتور ہوں گی اور چھٹکارا پانا مشکل ہوجائے گا۔ وہ سوچیں جو ہم خود سوچتے ہیں، اور دل میں ارادہ باندھ لیتے ہیں کہ یہ کام ضرور کرنا ہے، کرنے کا موقعہ ملے یا نہ ملے، ان سوچوں پر پکڑ ہوگی۔ اور اچھی ہیں تو اجر ملے گا۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ« صحیح بخاری كِتَاب العِتْقِ بَابُ الخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ فِي العَتَاقَةِ

وَالطَّلاَقِ وَنَحْوِہٖ، وَلاَ عَتَاقَۃَ إِلَّا لِوَجْہِ اللّٰہِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو دلوں میں آنے والے وسوسے، جب تک ان پر عمل نہ کیا جائے یا انہیں زبان پر نہ لایا جائے، معاف فرما دیئے ہیں۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ جہاں کچھ عرصہ رہیں اس جگہ سے انس ہو جاتا ہے، جن لوگوں کے ساتھ مل جل کے رہیں ان سے پیار ہو جاتا ہے، پھر ان سے جدا ہوتے ہیں تو بھی ان کی یاد دلوں میں موجود رہتی ہے۔ یہی اصول یہاں بھی کارفرما ہے۔ بار بار دل کے اپنے رب کی طرف متوجہ ہونے سے دل میں دائمی یاد پیدا ہو جاتی ہے۔

ان شاء اللہ اس ذکر اور مراقبہ کی برکت یہ ہوگی کہ دنوں میں نافرمانی کے کاموں سے نفرت اور فرمانبرداری کے کاموں میں سرگرمی نصیب ہو جائے گی۔

انتیسواں سبق

دائمی یاد کے لئے ساتویں ترکیب

اللہ تعالیٰ کے احسانات کا مراقبہ

انسان کی فطرت میں یہ بات ودیعت کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے محسن کے لئے دل میں محبت کے جذبے محسوس کرتا ہے۔ بدقسمتی سے عملی زندگی میں جب ہمیں کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ہماری ساری توجہ محرومی کی طرف چلی جاتی ہے، ایسے میں ہم اپنی قسمت یا دوسرے لفظوں میں اللہ کی تقدیر کا گلہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ کیفیت ایک طرف ہمیں بہت زیادہ پریشان کرتی ہے، ہمارا سکون لٹ جاتا ہے اور دوسری طرف ہمیں ہمارے رب سے دور کر دیتی ہے۔

ایک بندہ جب انتہائی خراب حالات کا سامنا کررہا ہو، اگر اس وقت بھی وہ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ کی ان نعمتوں کو گننا شروع کرے، جن سے وہ اس وقت لطف اندوز ہو رہا ہے تو گن نہیں پائے گا۔

وہ لوگ جو ڈپریشن کا شکار ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ان کا ساتھ دے اور وہ اپنی توجہ محرومیوں سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی طرف مبذول کرسکیں تو اس بیماری سے نکلنے کی یہ بہت عمدہ ترکیب ثابت ہوسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات کے اس مراقبے میں روزانہ کم از کم دس منٹ بندہ ایک ایک کر کے اللہ پاک کی نعمتوں کو یاد کرنا شروع کرے اور ان پر اپنے رب کا شکر ادا کرنا شروع کرے ، یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے انسان بنایا، جانور بھی تو تیرے ہی پیدا کئے ہوئے ہیں۔ یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے ایمان کی دولت عطا فرمائی، یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے میرے جسم کے اعضاء کو سلامت رکھا، میں دیکھ سکتا ہوں میں سن سکتا ہوں، میں پکڑ سکتا ہوں، یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے عزت دی، یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے رزق عطا کیا، یا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے سمجھ بوجھ عطا فرمائی، یوں ایک ایک کر کے بندہ نعمتیں گنتا جائے اور اللہ پاک کا شکر کرتا جائے، اس سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی یاد پیدا ہوگی۔ اور اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ مشکل ترین حالات میں بھی بندہ دلی سکون کی دولت حاصل کر پائے گا۔

والد صاحب قبلہ سیدی سید محمد افضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ ایک اللہ کا بندہ تھا جس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ نہ والدین، نہ اولاد، نہ گھر، نہ بیوی، پہننے کے لئے مناسب کپڑے نہیں، کھانے کے لئے روٹی نہیں، ایک جسم ہی جسم تھا اور وہ بھی سارا پھوڑوں اور زخموں سے بھرا ہو۔

وہ بندہ ایک جگہ بیٹھا بڑے اطمینان کے ساتھ اپنے رب کو پکار رہا تھا:

الحمد للہ الحمد للہ، اللہ کا شکر ہے اللہ کا شکر ہے۔ کسی گزرنے والے نے پوچھا: تمہارے پاس ہے ہی کیا جس پر اللہ کیا شکر ادا کر رہے ہو؟ تو وہ اللہ کا بندہ بولا: کیا یہ کم ہے کہ اللہ پاک نے میری زبان سلامت رکھی ہے اور میں اس کے ساتھ اپنے رب کا نام لے رہا ہوں۔

ہمارے اور اس بندے کے درمیان فرق کیا ہے؟ ہم نے دیکھا: ''یہ نہیں، یہ نہیں''، اس نے یہ نہیں دیکھا کہ ''یہ نہیں''، اس نے دیکھا کہ ''یہ ہے''۔

گلاس میں پانی ہے۔ گلاس آدھا بھرا ہوا ہے اور آدھا خالی۔ ایک دیکھنے والے نے کہا: آدھا گلاس خالی ہے۔ دوسرے نے کہا: آدھا گلاس بھرا ہوا ہے۔ دونوں نے ایک ہی بات کہی مگر سوچ کا زاویہ مختلف ہے۔ ایک دیکھ رہا ہے: یہ نہیں۔ یہ منفی سوچ کی عکاسی ہے۔ دوسرا دیکھ رہا ہے: یہ ہے۔ یہ مثبت سوچ کی ترجمانی ہے۔

سوچ کا مثبت ہو جانا ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ کاش ہم اس کے ثمرات کا صحیح طور پر ادراک کر سکیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک فرمان پر عمل سے اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مراقبہ کی کیفیت میں جانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »انْظُرُوا إِلَى مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ۔ صحیح مسلم كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے سے کم حیثیت والے کی طرف دیکھو اور جو تم سے زیادہ حیثیت کا ہے اس کی طرف نہ دیکھو کیونکہ یہ عمل اس کے زیادہ قریب ہے کہ تم اللہ کی ان نعمتوں کو حقیر نہ جانو جو تم پر کی گئی ہیں۔

تیسواں سبق

دائمی یاد کے لئے آٹھویں ترکیب

ایاک نستعین کے تقاضے پر عمل

زندگی میں بار بار دوسروں سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ کبھی جسمانی کبھی عقلی اور کبھی روحانی۔ ہمیں سورۃ فاتحہ میں دعا سکھائی گئی جسے ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں تلاوت کرتے ہیں: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۔ اے اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور ہمیں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقین فرمائی:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتَّى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ

دوسری روایت: عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ، وَحَتَّى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ

جامع ترمذی ابواب الدعوات باب فی آخر ابواب الدعوات

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے ہر کسی کو اپنی ہر حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے۔ یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے (تو بھی اللہ سے مانگے)

دوسری روایت ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے ہر کسی کو ہر حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے یہاں تک

کہ نمک (جیسی معمولی شے) بھی اسی سے مانگے اور جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو بھی اسی سے۔

نوٹ: ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں۔انہوں نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے اس صحابی کا نام نہیں لیا جس سے انہوں نے یہ حدیث سنی۔ جب ایک تابعی صحابی کا نام لئے بغیر براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہے تو اسے حدیث **مُرسَل** کہتے ہیں۔امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد کے نزدیک ایسی حدیث سے استدلال جائز ہے۔صحابی کے نام کا علم نہ ہونا نقصان دہ نہیں کیونکہ سارے صحابہ عدول ہیں)۔

اس تعلیم کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی معمولی سی حاجت بھی اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کریں۔اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ جب بھی کبھی کسی سے مدد کی ضرورت پڑے تو اس سے سوال کرنے سے پہلے ہم اپنے رب کی بارگاہ میں رجوع کریں۔اے میرے مالک! میں مشکل میں ہوں۔کوئی ایسا سبب، کوئی ایسا ذریعہ عطا فرما کہ میری یہ مشکل آسان ہو جائے۔اللہ پاک کی بارگاہ میں سوال پیش کرنے کے بعد ہم اپنے اردگرد دیکھیں، جہاں کہیں رب کی دی ہوئی وہ طاقت نظر آئے جو ہماری مدد کو پہنچ سکتی ہے اسے آواز دے لیں۔مدد مل جائے مسئلہ حل ہو جائے تو اپنے آپ کو سمجھائیں کہ یہ مدد اللہ پاک کی طرف سے آئی ہے اور یہ بندہ یا یہ چیز اس کے پہنچنے کا وسیلہ بن گئی ہے۔

یہ صرف اپنے آپ کو بلا وجہ سمجھانے والی بات نہیں بلکہ حقیقت یہی ہے۔بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں کسی شخص پر یقین کی حد تک امید ہوتی ہے کہ وہ ضرور ہماری مدد کرے گا لیکن جب اس کے پاس جاتے ہیں، وہ ہماری بات سننے کو بھی تیار نہیں ہوتا۔ایک ایسا آدمی جس سے کوئی جان پہچان نہیں ہوتی، اس سے بات

کرتے ہیں تو وہ سارے کام چھوڑ کر ہماری مدد کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ایسا کیوں؟ اس لئے کہ ایک کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رحم کا جذبہ پیدا فرمایا جبکہ دوسرے کے دل میں نہیں۔

آپ نے ایک بھاری چیز ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنی ہے، کسی کو مدد کے لئے پکارنے سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کریں اور اس سے مدد مانگیں۔ پھر اپنے اردگرد دیکھیں اور کسی کو بلائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں آپ کے لئے نرم گوشہ پیدا فرما دے گا۔آپ کے مسائل خدانخواستہ الجھ گئے، آپ کو کسی عقلمند آدمی کے مشورے کی ضرورت ہے یا آپ کسی ایسی الجھن میں مبتلا ہیں جس کے بارے میں آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی روحانی طاقت رکھنے والا آپ کی مدد کر سکتا ہے تو اس کے پاس جانے سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کریں اور پھر اس عقلمند یا اس روحانی بندے کے پاس جائیں۔اس دعا کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بندہ آپ کی بات بڑی توجہ سے سنے گا اور اس کی کوشش میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرما دے گا اور آپ کا مسئلہ حل ہونے کی کوئی صورت نکل آئے گی، ورنہ یہ ممکن ہے کہ وہ بندہ آپ کی بات سننے کو ہی تیار نہ ہو یا وہ تو اپنی ساری کوشش کرے مگر آپ کا مسئلہ حل نہ ہو۔اس بات میں کسی شبہ کہ کوئی گنجائش نہیں ہے کہ تمام تر مسائل کا حل ہمارے رب کے ہاتھ میں ہے۔اس کی مخلوق صرف مسئلے کے حل کا ذریعہ اور وسیلہ بنتی ہے۔

بار بار اپنی ہر حاجت کے لئے اپنے رب کی طرف رجوع دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے مانوس بنا دے گا اور دل میں دائمی یاد پیدا ہو جائے گی۔اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ایاک نستعین کا ترجمہ کرتے ہوئے بریکٹیں لگا کر یہ لکھنے کی ضرورت نہیں رہے گی؛

(انبیاء سے مدد نہیں مانگتے، اولیاء سے مدد نہیں مانگتے) صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔

اکتیسواں سبق

جادو، تعویذات اور جنات سے حفاظت کے لئے

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے کہ روحانی علاج اللہ پاک کی بارگاہ میں ایک سوال ہوتا ہے۔ آپ ایک طرف اپنے رب سے دعا کرتے ہیں یا اللہ! میری مدد فرما دوسری طرف رب تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام کرتے ہیں۔ دم یا تعویذ کا صحیح فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر آپ پورا پورا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو نماز کی پوری پابندی کریں، اگر خدانخواستہ کوئی نماز قضا ہو جانے کا کبیرہ گناہ ہو جائے تو اگلی نماز سے پہلے اس نماز کو قضا کر کے پڑھیں اور اللہ سے معافی بھی مانگیں۔ اپنی آنکھوں کی حفاظت کریں، اپنے کانوں کی حفاظت کریں، اپنے ہاتھوں کی حفاظت کریں، پوری کوشش کریں کہ کوئی ایسا کام نہ ہو جو رب تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے۔

ہم انسان ہیں، فرشتے نہیں، کہ کوئی گناہ نہ ہو۔ جب احساس ہو کہ کچھ غلط ہو گیا ہے تو اپنے ہاتھ اپنے رب کی بارگاہ میں اٹھا لیں اور عرض کریں: مالک! غلطی ہو گئی، تو معاف فرمانے والا ہے، عذاب دینا نہیں، معاف فرمانا، تجھے زیادہ پسند ہے۔ مجھے معاف فرما دے۔

جب تک گناہ کے بعد ہاتھ اٹھانے کی توفیق نصیب رہتی ہے، گناہ نقصان نہیں دیتے، نقصان اس وقت ہوتا ہے جب بندہ گناہ کرتا ہے اور اللہ سے معافی مانگنے کی توفیق بھی نہیں ملتی۔

اپنے آپ کو جادو تعویذات اور جنات کے برے اثرات اور ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے ہمارے سلسلہ کے بزرگوں کی سکھائی ہوئی یہ

دعا فجر کی نماز کے بعد سات بار پڑھ لیا کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِي وَ دِيْنِي ۔ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِي وَ مَالِي وَ وَلَدِي ۔ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَا اَعْطَانِيَ اللّٰهُ ۔ اَللّٰهُ رَبِّي لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ ۔ عَزَّ جَارُكَ وَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ

ترجمہ: اللہ کا نام میری جان اور میرے دین پر۔ اللہ کا نام میرے اہل وعیال، میرے مال اور اور اولاد پر۔ اللہ کا نام ہر اس چیز پر جو مجھے اللہ نے عطا فرمائی۔ اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، عزت والا ہے، جلالت والا ہے، اور بہت عظمت والا ہے ان تمام چیزوں سے جن سے میں ڈرتا ہوں اور بچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اے اللہ! تیرا قرب بڑی عزت والا ہے، تیری ثنا، بڑی قدر والی ہے، اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اے اللہ! میں اپنے نفس کی شرارت سے، ہر سرکش شیطان سے اور ہر متکبر ظالم کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، پس اگر وہ منہ پھیریں تو کہہ دیجئے: میرے لئے میرا اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور عرش عظیم کا رب ہے۔ بے شک میرا مددگار میرا وہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہی نیکو کاروں کی پشت پناہی کرنے والا ہے۔

رات کو سونے سے پہلے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت پر عمل کریں: سونے کی نیت سے وضو کر لیں۔تین تین بار سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر ہاتھوں پہ پھونک ماریں اور پورے جسم پر پھیر کر سوجائیں۔

ان شاء اللہ کسی کا کیا ہوا کوئی سفلی عمل آپ پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

جادو وغیرہ کے اثرات دور کرنے کے لئے

ا۔اگر خدانخواستہ آپ محسوس کریں کہ آپ پر جادو، تعویذات یا جنات کے اثرات ہو چکے ہیں تو مندرجہ ذیل آیات پڑھ کر پانی پہ پھونک ماریں، اس سے دو تین قطرے لے کر ہاتھوں کو گیلا کرلیں اور پھر ہاتھ چہرے اور سر پر پھیر لیں۔باقی پانی پی لیں۔صرف سات دن ایسا کرنے سے ان شاء اللہ شفا نصیب ہو جائے گی۔

درود ابراھیمی: گیارہ بار

سورۃ فاتحہ بسم اللہ سمیت: سات بار

آیۃ الکرسی، خالدون تک: تین بار۔جہاں رکوع ختم ہوتا ہے، وہاں تک پڑھنا ہے۔

سورۃ الکوثر: تین بار — سورۃ الکافرون: تین بار

سورۃ الاخلاص: تین بار — سورۃ الفلق: گیارہ بار

سورۃ الناس: گیارہ بار — درود ابراھیمی: گیارہ بار

۲۔سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا وظیفہ

رات کو سونے سے پہلے تین بار درود ابراھیمی، اکیس بار سورۃ الفلق اور اکیس بار سورۃ الناس پڑھ کر سوجائیں۔ پڑھنے کے بعد اگر کوئی ضروری بات ہو تو کر سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ بات چیت نہ کریں اور سوجائیں۔

صبح جب آپ کی آنکھ کھلے تو اس وقت سے لے کر دوبارہ بستر پر جانے تک ،سارا دن دل ہی دل میں یہ دونوں سورتیں پڑھتے رہیں۔ دن کو آپ کی زبان بھی حرکت نہ کرے اور ہونٹ بھی نہ ہلیں، بس دل ہی دل میں ورد کرتے رہیں۔

اس طرح اکیس دن پورے کرنے ہیں۔ ان اکیس دنوں میں ممکن ہے آپ کو خواب میں کسی بزرگ کی زیارت ہو جائے، یا زیارت تو نہ ہو لیکن آپ محسوس کریں کسی نے کچھ پڑھنے کو کہا، یا اس کی تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جب صبح جاگیں تو اپنے آپ زبان پر کچھ آ جائے، اس کی علامت یہ ہے کہ اس میں ایسا دل لگتا ہے کہ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔

یہ کوئی آیت ہو سکتی ہے، کوئی دعا ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو سکتا ہے۔ اگر اس طرح کوئی وظیفہ ملے تو اس میں آپ کی مشکلات کے حل کا سارا سامان ہے۔

اگر کوئی وظیفہ نہ ملے تو بھی ان شاء اللہ اکیس دن ان دونوں سورتوں کو مذکورہ بالا طریقے سے پڑھنا آپ کے لئے ہر طرح کے سفلی اثرات سے نجات کا سامان بن جائے گا۔

بتیسواں سبق

مشکلات کے حل اور گھروں میں پیار و محبت کے لئے ایک احتیاط

بعض اوقات ہمارا ذہن یہ بن جاتا ہے کہ میری اس مشکل کا کوئی حل نہیں ہے، میرا یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا، میری یہ بیماری نہیں جاسکتی وغیرہ وغیرہ۔ ہماری یہ ذہنی کیفیت مشکل کے حل ہونے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ خاص طور پر جب گھر والوں میں سے اکثر اس وہم کا شکار ہو جائیں۔ لہٰذا وظیفہ شروع کرنے

سے پہلے آپ اپنے ذہن کو قائل کرنے کی کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں ہے۔

ایک اور بات ذہن میں رکھیں کہ بعض اوقات آپ کا مسئلہ حل ہونے میں کچھ دیر لگتی ہے۔اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کے بہت سے راز ہوتے ہیں جنہیں ہم سمجھ نہیں پاتے اور مایوس ہوجاتے ہیں۔اور ایسا بھی ہوتا ہے عین اس وقت جب آپ کا مسئلہ حل ہونے کو ہوتا ہے آپ وظیفہ چھوڑ دیتے ہیں اور محرومی کا شکار ہوتے ہیں۔

مسئلہ حل ہونے میں جو دیر لگتی ہے اس کے پیچھے رازوں میں سے ایک راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ چاہتی ہے کہ آپ کو غفلت سے نکال لیا جائے۔قدرت یہ چاہتی ہے کہ یہ بندہ پھر سے غفلت میں نہ چلا جائے۔آپ کا کام ہونے میں دیر لگتی ہے۔جب آپ اپنے رب کو پکارتے ہیں بار بار پکارتے ہیں اور دل اس پکار میں لذت محسوس کرنے لگتا ہے تو آپ کی مشکل حل کردی جاتی ہے۔مشکل بھی حل ہوگئی اور آپ کا اپنے رب سے تعلق بھی درست ہوگیا۔

مشکلات کے حل کے لئے سورۃ فاتحہ کا عمل

کسی بڑی سے بڑی مشکل کے حل کے لئے اکتالیس دن کے لئے سورۃ فاتحہ کا عمل کافی ثابت ہوتا ہے۔آپ فجر کی نماز کے لئے اتنا جلدی اٹھیں کہ دوسنت پڑھ کے فجر کی جماعت سے پہلے اکتالیس بار سورۃ فاتحہ پڑھ سکیں۔عورتیں چونکہ نماز گھر میں پڑھتی ہیں اس لئے وہ اس بات کا اہتمام کریں گی کہ سورج چڑھنے سے پہلے پہلے دوسنت کے بعد اکتالیس بار سورۃ فاتحہ پڑھ کے دوفرض پڑھ سکیں۔

فجر کی دوسنتوں اور فرضوں کے درمیان اکتالیس بار آپ نے سورۃ فاتحہ اس طرح پڑھنی ہے کہ ہر بار بسم اللہ سے شروع کریں اور آمین تک جائیں۔ بہت بہتر یہ ہوگا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر وقف نہ کریں۔

وقف کریں تو ہم الرحیم کے میم کے نیچے والی زیر کو ختم کر دیتے ہیں اور الحمد کے ہمزہ پر زبر پڑھتے ہیں۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمۡ (1) اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (2)

وقف نہ کریں تو الرحیم کی میم کو الحمد کے لام کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں اور ''مِلُ'' کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ (1) الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (2)

دوسرا کام آپ نے یہ کرنا ہے کہ جس وقت بھی آپ کا دل زیادہ پریشان ہو، جونہی دل میں پریشانی آئے ساتھ ہی آپ کی زبان پر اس سورۃ کی آیت اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ آجائے۔ اسے آپ تین بار یا پانچ بار دہرالیں۔ ترجمہ بھی ذہن میں رکھیں: یا اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔

اس میں راز کی بات یہ ہے کہ جب دل پریشان ہوتا ہے تو آواز آپ کے دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہے۔ اس وقت آپ اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں ان الفاظ کے سات جو اس مالک نے خود سکھائے ہیں۔

ان شاء اللہ چند ہی دنوں میں آپ کی مشکل حل ہونے کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوجائیں گے۔ اور بہت ممکن ہے مسئلہ حل ہو جائے۔ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے تو بھی پورے اکتالیس دن وظیفہ پورا کریں۔ یہ ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔

اکتالیس دن فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھنے کے بعد ہر روز فجر کی نماز کے بعد صرف سات بار اس سورۃ کو پڑھنے کا معمول رکھیں اور جب کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا ورد اوپر دیئے گئے طریقے کے مطابق کریں، ان شاء اللہ آپ کی مشکلات حل ہوتی جائیں گی۔

کشادگی رزق، حصول نعمت، استغناءِ قلب کے لئے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: »مَنْ لَزِمَ الِاسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہُ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ کُلِّ ضِیقٍ مَخْرَجًا، وَرَزَقَہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ.

سنن ابو داود كِتَاب الصَّلَاةِ بَابٌ فِي الاِسْتِغْفَارِ۔ سنن ابن ماجه كِتَابُ الأَدَبِ بَابُ الاِسْتِغْفَارِ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی استغفار کو لازم پکڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مشکل میں آسانی اور ہر تنگی سے نکلنے کا رستہ عطا فرما دیتا ہے اور اسے رزق عطا فرماتا ہے ایسی جگہوں سے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

اِسْتِغْفَار کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا۔ اس مقصد کے لئے اَسْتَغْفِرُ اللہ کا ورد کیا جاتا ہے۔ اکثر لوگ یہ ورد کرتے ہوئے حضور قلب کے ساتھ ورد نہیں کرتے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ صحیح فوائد نہیں ملتے۔ کوئی بھی وظیفہ پڑھتے ہوئے ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللہ کا معنی ہے؛ ''میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔''

دل میں یہ احساس پیدا کرنے کے لیے کہ واقعی میں بڑا گنہگار ہوں اور اپنے رب کی معافی کے بغیر میرا کوئی چارہ نہیں ہے، اپنے گناہوں کی فہرست پر ایک نظر ڈال لینی چاہیے۔

گناہ، نام ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کا۔ دین اسلام کی تعلیمات کے چھ شعبوں میں سے ہر ایک کے بارے میں جائزہ لیں کہ کون کون سے

حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، پھر اندازہ ہوگا کہ ہم کتنے بڑے گنہگار ہیں۔

عقائد کے باب میں ہم کتنی فکری غلطیوں میں مبتلا ہیں؟ ، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جو طریقے ہمیں سکھائے گئے ان میں کس قدر کوتاہی ہو رہی ہے؟ اخلاقیات کے باب میں کس قدر دین اسلام کی تعلیمات کی خلاف ورزی کر رہا ہوں،؟، معاملات کے باب میں دوسروں کے حقوق میں کوتاہی کا عالم کیا ہے؟ روزمرہ زندگی میں نبی پاک ﷺ کی تعلیمات کی کتنی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔؟ اجتماعی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں میں کہاں کہاں اپنا فریضہ ادا نہیں کر پا رہا ہوں؟

اپنے گناہوں کا احساس دل میں لیے، اول آخر تین تین بار درود شریف اور درمیان میں تین سو تیرہ بار اَسۡتَغۡفِرُ اللہ کا ورد کسی مقرر وقت پر روزانہ کا معمول بنا لیں۔ ان شاء اللہ اس حدیث پاک میں جو وعدہ فرمایا گیا ہے اس کی برکات نصیب ہونا شروع ہوجائیں گی۔

گھروں میں پیار و محبت کی فضا کے لئے وظیفہ

میاں بیوی کی آپس میں محبت کی کمی ہے، بچے والدین کی بات نہیں مانتے، بہن بھائیوں سے کوئی کام ہے، اس طرح کے مقاصد کے لئے کوئی ایک وقت مقرر کر لیں اور ہر روز اسی مقرر وقت پر اول آخر تین تین بار درود شریف اور درمیان میں ایک سو ایک بار یَا لَطِیۡفُ یَا وَدُوۡدُ (اے وہ ذات جو بڑی مہربان ہے اور بڑی محبت فرمانے والی ہے) کا ورد کریں۔ پھر جب بھی آپ کے دل میں اپنی حاجت کا خیال آئے، یا وہ جس کے دل میں آپ اپنی محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں آپ کے سامنے آئے تو دل ہی دل میں اپنے رب کو ان دو ناموں سے پکاریں۔ اللہ پاک د دوسرے

کے دل میں آپ کے لئے نرم گوشہ پیدا فرما دے گا۔

نافرمان اولاد کے لئے

عمل کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ ہم خود تو اللہ تعالیٰ یا کسی بڑے کی نافرمانی نہیں کر رہے۔ اگر ایسا ہے تو توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے عہد کریں کہ اپنے کسی بھی بڑے کی کسی جائز کام میں نافرمانی نہیں کریں گے۔

عمل یہ ہے کہ ہر روز فجر کی نماز کے بعد اپنے ان بچوں کو ذہن میں رکھ کر جو نافرمان ہیں، ایک بار سورۃ **الجُمُعَه** کی تلاوت کر دیا کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بچے آپ کے فرمانبردار بن جائیں گے۔

تینتیسواں سبق

عام ضرورت کے لئے چند اور عملیات

گم شدہ چیز کے لئے

اگر کوئی چیز گم جائے تو جہاں سے وہ چیز گم ہوئی اس جگہ کے پاس قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں، ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھا لیں اور ایک بار یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ فِیْ اَمَانِ اللهِ وَ اَمْسَیْتُ فِیْ جِوَارِ اللهِ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً

دعا پڑھنے کے بعد اسی جگہ کھڑے کھڑے اپنے پاؤں پر دائیں جانب سے پھرنا شروع کریں۔ آپ کا منہ شمال کی طرف ہوگا پھر مشرق کی طرف پھر جنوب کی طرف اور پھر جب آپ کا منہ دوبارہ قبلہ کی طرف آئے تو اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیں۔ انشاء اللہ اگر وہ چیز کہیں موجود ہے تو آپ کو مل جائے گی۔

درد کے لئے

کسی کو جسم کے کسی بھی حصے میں درد ہو رہا ہے تو اسے کہیں وہ درد والی جگہ پر ہاتھ رکھے۔آپ سات بار سورۃ الناس کی تلاوت کریں اور پھونک ماریں۔مریض سے کہیں ہاتھ اٹھالے۔مریض اپنے آپ کو بہتر محسوس کرے گا۔دوبارہ ہاتھ رکھوا کر پھر سات بار سورۃ الناس کی تلاوت کریں اور پھونک ماردیں۔تیسری بار ایسا ہی کریں۔ان شاء اللہ درد مکمل طور پر ختم ہو جائے گا۔

درد کے لئے ایک اور عمل

مریض سے کہیں درد والی جگہ پہ ہاتھ رکھے۔آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مریض نے ہاتھ کہاں رکھا ہوا ہے۔مریض کا آپ کے سامنے ہونا ضروری نہیں۔ ٹیلیفون پر ویڈیو کال کی ضرورت نہیں۔بس اتنا جان لیں کہ مریض نے ہاتھ کہاں رکھا ہوا ہے۔اس مقام کو ذہن میں رکھ کر آپ اکیس بار پڑھیں: بِحُرْمَتِ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ بِنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔پھونک مارنے کی ضرورت نہیں،مریض سے کہیں ہاتھ اٹھالے۔ان شاء اللہ مریض پہلے سے بہتر محسوس کرے گا۔دوبارہ ہاتھ رکھوالیں اور یہی الفاظ اکیس بار پڑھیں۔ہاتھ اٹھوادیں۔یہ عمل پانچ بار کریں۔ان شاء اللہ درد بالکل جاتا رہے گا۔

نوٹ: درد کے لئے دم کرتے ہوئے بعض اوقات درد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔اگر ایسا ہو تو اگلی بار مریض کو اس جگہ ہاتھ رکھنا چاہیے جہاں درد منتقل ہوا۔

بخار کے لئے

سیدی والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بخار کے لئے دم فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی اجازت سے آپ لوگوں کو بھی اجازت دے رہا ہوں۔ سورۃ الانبیاء کی

مندرجہ ذیل آیت گیارہ بار پڑھ کر پھونک ماردیں اور مریض سے کہیں کہ میٹھی روٹی پکا کر بچوں میں تقسیم کروادے۔ان شاءاللہ بخار اتر جائے گا۔

قُلْنَا يَانَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ (69)

بخار کے لئے تعویذ

یہ تعویذ سیدنا غوث پاک **رحمۃ اللہ علیہ** کی عطا ہے۔ غنیۃ الطالبین میں سے بھی آپ اس کو نقل کر سکتے ہیں۔ بخار کے لئے بڑا مجرب ثابت ہوا ہے۔ایک دن تعویذ باندھیں، اگلی صبح سے پہلے پہلے اللہ پاک شفا عطا فرما دیتا ہے۔ کرونا کے مریضوں میں سے جس کسی کو بھی یہ تعویذ دیا گیا، الحمد للہ ہر کسی کو اللہ پاک نے شفا عطا فرمائی۔تعویذ لکھتے ہوئے اعراب لگانا ضروری نہیں ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ و بِاللهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَ سَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَ أَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلَ اشْفِ صَاحِبَ هٰذَا الْكِتَابِ بِحَوْلِكَ وَ قُوَّتِكَ وَ جَبَرُوتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

نظر بد کے لئے دم

بچے کو نظر لگ جائے تو سات بار سورۃ فاتحہ شریف پڑھ کر دم کر دیا کریں۔

اجازت: جو وظائف وعملیات اس کتاب میں دیئے گئے ہیں ان کی اجازت ہر اس شخص کے لئے ہے جو پانچ وقت کی نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں سے بچانے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور اگر کچھ غلط ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا معمول رکھتا ہے۔